ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
دسمبر 2019ء

اولیائے کرام انبیاءؑ کے آئینہ دار ہوتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

حضور غوث الاعظمؓ ولیوں کے تاجدار ہیں

فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

تعارف اور خدمات

انسانی حقوق کا عالمی دن

10 دسمبر

قائداعظمؒ کی زندگی کا روحانی پہلو

36ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس میں خواتین کی کثیر تعداد میں شرکت

MWL کے زیراہتمام منعقدہ میلاد مہم 2019ء کی افتتاحی تقریب: چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی شرکت اور خطاب

ممبر سپریم کونسل MQI محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کا کینیڈا میں میلاد النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 26 شمارہ: 12 / ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ / دسمبر 2019ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ـــــ فوٹوگرافی: قاضی محمودالاسلام

فہرس

اداریہ

معاشرتی انصاف کا فروغ اور کرپٹ پریکٹسز کا خاتمہ ایک بڑا چیلنج		4
فکرِ شیخ الاسلام: اولیائے کرام انبیاء علیہم السلام کا آئینہ دار ہوتے ہیں	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
فریدِ ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، تعارف اور خدمات	محمد فاروق رانا	8
حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	ڈاکٹر فرخ سہیل	16
قائداعظمؒ کی زندگی کا روحانی پہلو	طیبہ کوثر	19
10 دسمبر انسانی حقوق کا عالمی دن	عابدہ قاسم	24
معاشی اعتبار سے مضبوط قومیں دنیا میں باوقار ہیں	سمیہ اسلام	28
حضور غوث الاعظمؓ ولیوں کے تاجدار ہیں	صائمہ نور	31
صبر و برداشت کامیاب زندگی کی کنجی ہے	منورہ فاطمہ	33
صبر کا انتقام اللہ خود لیتا ہے	ماریہ عروج	34
آپ کی صحت: صحت مند غذا تندرستی کی ضمانت ہے	ویشاء وحید	35
Is Euthanasia allowed in islam?	Sadia Mehmood	40

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَالضُّحٰی. وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰی. مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی. وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی. وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی. اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰی. وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی.

(الضحیٰ، ۹۳: ۱۔۷)

’’قسم ہے چاشت کے وقت کی (جب آفتاب بلند ہو کر اپنا نور پھیلاتا ہے)۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔ اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے۔ اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (اے حبیب!) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرّم) ٹھکانا دیا۔ اور اس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ و گم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیا‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَأَنْظُرُ إِلَى بَيْنَ يَدَيَّ، فَأَعْرِفُ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ، وَمِنْ خَلْفِي مِثْلُ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَمِيْنِي مِثْلُ ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيْمَا بَيْنَ نُوْحٍ إِلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ: هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ، لَيْسَ أَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ، وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَأَعْرِفُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ.

وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ

’’حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے دن (بارگاہِ الٰہی میں) سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی ہوں گا جسے سب سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی۔ سو میں اپنے سامنے دیکھوں گا اور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان بھی پہچان لوں گا۔ اسی طرح اپنے پیچھے اور اپنی داہنی طرف بھی انہیں دیکھ کر پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان کیسے پہچانیں گے جبکہ ان میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر آپ ﷺ کی امت تک کے لوگ ہوں گے؟...... آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے اعضاء وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے اور ان کے سوا کسی اور (امت) کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور انہیں پہچان لوں گا کہ ان کے آگے ان کی اولاد دوڑتی ہوگی۔‘‘

(المنہاج السوی، ص۲۰۷، ۲۱۷)

خواب

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائق ہنگامہ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!

(کلیاتِ اقبال، ضربِ کلیم، ص:۱۰۲۴)

تعبیر

ہم نے اسلام اور اس کے نظریات سے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے۔ اسلام نے ہمیں انسانی مساوات، انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا۔ ہم ان عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں۔

(امریکی نامہ نگار سے انٹرویو، فروری 1948ء)

تکمیل

ہم جامد و قدامت پر یقین نہیں رکھتے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں جس میں ہمیشہ تحرک اور تسلسل ہو۔ ہر تسلسل اپنے اندر جدت رکھتا ہے یعنی ایک صدی کا روایتی ورثہ جب اگلی صدی میں منتقل ہوتا تو اس کی تجدید ہوجاتی ہے۔ ہماری جدت ہماری قدامت کے اندر ہی ہے۔ ہم نے قدامت اور جدت میں اعتدال پیدا کیا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ جب اس فکر کا علمبردار نہ حکمران طبقہ ہے نہ میڈیا اور نہ ہی مذہبی انتہا پسند طبقہ ہے تو اس صورتحال میں ہمیں سپورٹ کہاں سے ملے۔ حق کی آواز کہاں سے بلند ہو یہ پیغمبرانہ مشن ہے۔ دوسرے کام بڑے آسان ہیں اس لیے کہ وہ انتہا پسندانہ نظریات پر مبنی ہیں اس کام میں سنگل پوائنٹ ایجنڈے پر برین واشنگ کردی جاتی ہے سب کچھ دماغ سے نکال دیا جاتا ہے اور یہ بھی بڑا آسان کام ہے یا دماغ کو نفس سے الگ کردیا جاتا ہے جو فیصلہ دماغ کرے وہی قابل قبول ہے یہ کام بڑا آسان ہے اور دماغ نفس پہ بات بھلی لگتی ہے گویا دونوں طرف کشش ہے جبکہ دونوں انتہا ہیں اور غلط ہیں اور یہ دونوں پیغمبرانہ طریق اور دین کے اعتدال کے خلاف ہیں۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: جنوری 2011ء)

اداریہ

معاشرتی انصاف کا فروغ اور کرپٹ پریکٹسز کا خاتمہ ایک بڑا چیلنج

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ پہلی امتیں اس لیے تباہ ہوگئیں کہ جب ان میں سے کوئی طاقتور جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور کمزوروں کی کڑی گرفت کی جاتی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے قوموں کے زوال اور تباہی کی بڑی وجہ قانون کا یکساں اطلاق اور نفاذ نہ ہونا بتائی۔ عہد نبوی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس فاطمہ نامی خاتون کی چوری کا کیس آیا تو اسے چھوڑ دینے کی سفارش پر آ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتیں تو میں اسے بھی سزا دیتا۔ خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ خطبہ کے لیے منبر رسول ﷺ پر کھڑے تھے سوال کیا گیا ہمیں جو کپڑا ملا اس کا کرتا نہیں بنا آپ کا کیسے بن گیا؟ جواب ملنے پر خلیفہ راشد کا خطبہ سماعت کیا گیا۔ کوئی بھی سوسائٹی اور معاشرہ قانون کی حکمرانی کے بغیر نہیں پنپ سکتا۔ آج ہم جس عہد میں زندہ ہیں یہ پرفتن دور ہے، حلال، حرام کی تمیز ختم ہوکر رہ گئی ہے، جھوٹ، رشوت، چوری، کرپشن، کمیشن اور بدعنوانی عروج پر ہے، اس پر مصداق کہ انصاف کا بول بالا نہیں ہے، ملزم کی حیثیت کے مطابق اس کے خلاف قانون حرکت میں آتا ہے، آج ہم جس تباہی، مایوسی اور اشتعال و انتشار کا شکار ہیں اس کی بڑی وجہ قانون کی حکمرانی کا فقدان ہے۔ 9 دسمبر کو ہر سال اینٹی کرپشن کے طور پر منایا جاتا ہے اس دن کرپشن کے خاتمے کے لیے بڑے بڑے بیانات میڈیا کی زینت بنتے ہیں مگر افسوس کرپشن اور بدعنوانی کی لعنت سے ہم نجات حاصل نہیں کر سکے بلکہ اس کرپشن کا گراف بڑھتا چلا جارہا ہے، کرپشن نے سرکاری اداروں کو تباہ کردیا ہے، جواب دہی کا منظم نظام نہ ہونے کی وجہ سے کرپشن نے ایک کلچر اور ضرورت کی شکل اختیار کر لی ہے، آئین کا آرٹیکل 37 کہتا ہے معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کیا جائے گا فی الوقت کرپشن بہت بڑی معاشرتی برائی اور انصاف کے فروغ کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہے، کرپشن فرد کے بدترین استحصال کی ایک بڑی وجہ ہے، عوام خون پسینے کی کمائی سے ٹیکس دیتے ہیں جن سے محکمانہ امور و معاملات انجام پاتے ہیں، ہماری ٹیکس کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور تعلیم صحت اور انفراسٹرکچر کے شعبہ جات جو کسی بھی ملک کی ترقی اور فلاحی مملکت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں کو ملنے والا عوامی پیسے کا ایک بڑا حصہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے، یہ ریاست کے شہری کے ساتھ بہت بڑا ظلم اور استحصال ہے کہ وہ کرپشن اور لوٹ مار کی وجہ سے بنیادی سہولتوں سے محروم رہ جاتا ہے، پاکستان میں گزشتہ 2 دہائیوں سے تواتر کے ساتھ انتخابات ہو رہے ہیں، ہر جماعت کرپشن کے خاتمے کو ایک انتخابی نعرے کے طور پر پیش کرتی ہے اور عوام کو یقین دلایا جاتا ہے کہ کرپشن کو جڑوں سمیت کاٹ دیں گے مگر عملاً اس کے برعکس ہوتا ہے، قومی دولت کی لوٹ مار میں ملوث عناصر میں اول تو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا اور کسی کو سزا مل جائے تو اسے سزا سے نجات دلوانے کے لیے بھی قانونی راستے تلاش کیے جاتے ہیں اور صاحب حیثیت اس ضمن میں قانونی راستے تلاش کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام حکومت، نظام سیاست و معاشرت کا ٹرانسپرنسی اور جواب دہی کے کلچر پر انحصار ہے۔ جب تک قومی وسائل کی لوٹ مار میں ملوث عناصر کا کڑا احتساب نہیں ہوگا اور عام آدمی کے بنیادی حقوق کا آئین و قانون کی سپرٹ کے مطابق تحفظ نہیں ہوگا اس وقت تک ہم ایک پرامن، باوقار اور خوشحال ملک نہیں بن سکیں گے۔ پارلیمنٹ قانون و انصاف کے اداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرتی انصاف کے فروغ، استحصال کے خاتمے، قانون کی حکمرانی اور ہر طرح کی کرپٹ پریکٹسز کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

فکرِ شیخ الاسلام

ادارۂ نبوت و ولایت سے قدرت الٰہیہ کا ظہور

اولیائے کرام انبیاء علیہم السلام کا آئینہ دار ہوتے ہیں

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

دور حاضر چونکہ مادی اور سائنسی دور ہے جس کی وجہ سے بہت سی روحانی حقیقتوں کا انسانی عقل انکار کرنے پر راغب ہے اور لوگ آج کے دور میں بطور خاص بات کو ماننے سے پہلے سمجھنا چاہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ایمان سمجھنے کا نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے اس لیے قرآن مجید نے سورۃ البقرہ میں جب متقین کی پہلی تعریف کی کہ الذین یومنون بالغیب کہہ کر کی وہ لوگ بغیر دیکھے ایمان لے آتے ہیں۔ ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر دیکھے مان لیتے ہیں اور بغیر دیکھے کا معنی یہ ہے جب دیکھنے سے روک دیا تو سمجھنے سے بھی روک دیا تو دیکھے اور سمجھے بغیر مان لینا ایمان ہے ایمان کی حقیقت تو یہ ہے مگر اس کا اطلاق ہر چیز پر نہیں کیا جاسکتا اللہ اس کے رسول پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا تو ٹھیک ہے مگر عقائد کی ہر بات بغیر دیکھے اور سمجھے مان لیں یہ اسلام کا مطلوب ہے اور نہ آج کوئی بغیر سمجھے ماننے کو تیار ہے مگر اٹل ان ایمانی حقیقتوں کے جن کا ماننا براہ راست اصل ایمان کے ذیل میں آتا ہے۔

وسیلہ ایک نظام ہے انبیاء سے اوپر کسی کا مقام نہیں سنت یہ ہے کہ کبھی مانگنے والا اونچے درجے کا ہوتا ہے کبھی توسل سے مانگنے والا اونچے درجے کا ہوتا ہے جب کسی عمل کو انبیاء کی سنت بنانا ہو تو انہی سے ہی کروایا جاتا ہے۔

اس کی وضاحت قرآنی مثالوں سے دی گئی ہے۔

وسیلہ کو یوسف علیہ السلام کی زندگی سے سمجھایا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی زندگی کا عالم یہ ہے کہ ان کے بھائی انہیں حسد کی بناء پر اٹھا کر کنویں میں پھینک دیتے ہیں اس سے قبل وہ اپنے والد سے کہتے ہیں کہ آپ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی حفاظت کریں گے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے یہ بہانہ انہوں نے وہاں جاکر بنانا تھا اس منصوبے سے روئے زمین کا کوئی فرد و بشر واقف نہیں ہے۔ یعقوب علیہ السلام یوں بھی فرما سکتے تھے کہ ممکن ہے کہ تم سے غفلت ہوجائے۔ اسے کوئی نقصان پہنچ جائے آپ نے یہ جملے نہیں بولے بلکہ خصوصی جملہ بولا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے جو منصوبہ انہوں نے ابھی مستقبل میں بتانا تھا وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان پر پہلے ہی آگیا اور اس سے بھی قبل جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے سورج چاند اور ستارے سجدہ کررہے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے خواب بیان کیا۔ آپ کے والد نے بچپن میں ہی فرمادیا تھا بیٹے یوسف یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا وہ حسد میں مبتلا ہوکر تمہیں نقصان نہ پہنچائیں رخصت ہوتے ہی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا جاتا ہے اور جھوٹی خبر آکر والد صاحب کو دیتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے مگر یعقوب علیہ السلام سن کر چپ ہوجاتے۔ یہ مقام صبر آجاتا ہے جو علم کو ڈھانپ لیتا ہے واقفیت پر بھی پردہ ڈال دیتا ہے، قدرت اور طاقت اگر اس سے بچنے بچانے کی ہو اس کے اوپر

بھی چھا جاتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا جاتا ہے تو وہ خاموشی سے گر جاتے ہیں پھر جب مصر کے تخت پر بیٹھتے ہیں اور بھائیوں نے آکر بتایا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے غم میں رو رو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں چلی گئی ہیں یہ سن کر یوسف علیہ السلام نے دعا نہیں کی باری تعالیٰ میرے والد کی بینائی لوٹا دے بلکہ اپنا قمیض دے کر فرماتے ہیں:

اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا‌ۚ (یوسف،۱۲: ۹۳)

''میرا یہ قمیض لے جاؤ، سو اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دینا، وہ بینا ہو جائیں گے''۔

ھذا کہنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ میرا قمیص لے جاؤ جب اضافت لگ گئی میرا یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر رکھنا، بینا ہوجائیں گے۔ ''یہ'' کہنے کی حکمت یہ تھی جب بینا ہوجائیں تو دائیں بائیں اور سبب نہ دیکھنا اسی کا عقیدہ رکھنا کہ اسی قمیض کے سبب بینائی لوٹی ہے۔ وسیلے پر دھیان رکھنا۔ بینائی تب بھی اللہ نے دی، دعا نہیں کی۔ قمیص رکھ دی بینائی تب بھی اللہ نے دی ہے مگر دعا کرتے تو لوگ ہمیشہ دھیان مسبب کی طرف کرتے اور وسیلہ کو کوئی نہ مانتا چونکہ دعا نہیں کی۔ سیدھا قمیص دے دیا تو سمجھا دیا، کرنے والا تو اللہ ہی ہے مگر ہوتا واسطے اور وسیلے سے ہے۔

فیض اور برکت کا چشمہ تو یوسف علیہ السلام ہیں قمیص خود نہیں ہے وہ تو کپڑا ہے، کپڑا تو اس فیض اور برکت کا چشمہ نہیں ہے بلکہ یوسف علیہ السلام کی ذات ہے اس سے دو نکتے سمجھ میں آگئے جیسے کرنے والا اللہ ہوتا ہے۔ جاری اس کے بندوں کے ہاتھ سے ہوتی ہے یہ سنت الٰہیہ ہے اور دوسری بات فیض و برکت ہے وہ فیض اور برکت کا چشمہ نبی اور ولی کی ذات ہوتی ہے مگر یہ نا سمجھنا کہ جب تک وہ ذات ہے اسی سے وہ فیض اور برکت ہوتی ہے۔ وہ فیض اور برکت کا چشمہ اتنا قوی ہے اس کے بدن سے قمیص مس ہوجائے تو سارا فیض اس سے ملتا رہتا ہے یعنی جس کو اس سے نسبت کامل مل جائے اگر وہ نسبت کو توڑ نہ لے تو فیض کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

ایک دوسری مثال سیدنا زکریا علیہ السلام کی ہے وہ حضرت مریم کی پرورش فرما رہے ہیں۔ جو عبادت میں مصروف رہتی تھی اب پہلی مثال دی کہ وہ نبی تھے۔ انبیاء کا معاملہ تو درست ہے اور اولیاء کا بھی اسی طرح معاملہ ہے اولیاء میں نبیوں کا عکس ہوتا ہے۔ اولیاء انبیاء کے آئینہ ہوتے ہیں ان میں جو نو چمکتا ہے وہ چشمہ نبوت سے ہی فیض پاتا ہے۔ حضور کی نعت پڑھیں تو یہ اللہ کی حمد تصور ہوگی اس لیے تو حضور علیہ السلام کا نام محمدﷺ رکھا جس کی حمد کی جائے۔

حضرت مریم علیہا السلام کمرے میں عبادت کر رہی ہیں حضرت زکریا علیہ السلام باہر سے تالا لگا کر چلے گئے نہ پھلوں کا موسم ہے اور نہ راستہ ہے پھلوں کے داخلے کا جو ظاہری راستہ تھا وہ تو ختم ہوگیا۔ راستے دو ہی ہوتے ہیں پہلی بات موسم ہو دوسری بات کوئی لانے والا ہونا چاہئے اور دروازہ کھلا ہو۔ نہ موسم ہو اور نہ لانے والا ہو۔ نہ دروازہ کھلا ہو اور نہ رکھنے والا ہو تو سارے ظاہری راستے واسطے ختم ہوگئے حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس چابی ہے آکر تالا کھولتے ہیں اندر داخل ہوتے ہیں پھل ان سے بھی پہلے پڑے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ پھلوں کے آنے جانے کا کوئی ظاہری راستہ نہیں تھا۔ جانتے تھے تب یہ سوال کیا انی لك ھذا یہ کہاں سے آگیا اگر کوئی لانے والا ہوتا کوئی خادم ہوتا لاکر رکھنے کا امکان ہوتا تو یہ سوال ہی نہ کرتے واسطے سارے ختم ہوگئے براہ راست ولی پر فیض کر دیا۔

تو جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمی پھل دیکھے تو پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے تو ولیہ نے عرض کیا ھو من عنداللہ اللہ کی طرف سے آگئے جب بے موسم اور بغیر ذریعے کے پھل دیکھے۔ قرآن مجید کہتا ہے نبی ہوکر وہیں کھڑے ہوکر دعا مانگنے لگے۔ یہ دعا حضرت مریمؑ کے وسیلہ سے مانگنے لگے۔ باری تعالیٰ بغیر ذریعے کے بے موسم پھل ان کو دے دیا ہے میں بوڑھا ہوں۔ اسی صدقے سے مجھے بھی اولاد کا پھل دے دے لہذا اولاد تک کا مانگنا ولی کے وسیلے سے قرآن سے ثابت ہے بیماریوں کی شفا یابی مانگنا بھی نبی کی سنت قرآن سے ثابت ہوگئی اور اولاد تک کا

سوال کرنا ولی کے وسیلے سے یہ بھی ثابت ہوگیا۔
حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ بہت بڑا لشکر تھا جہاد کا سفر تھا، صحابہ کا ہجوم تھا اور کھانے پینے کا سامان زیادہ نہ تھا۔ آقا علیہ السلام کے کان مبارک میں کسی نے عرض کر دیا تو آپ نے فرمایا کسی کے پاس کوئی کھجوریں ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی حضورﷺ میرے پاس ہیں۔ فرماتے ہیں میرے پاس ٹوکری میں کل 21 دانے تھے فرمایا لاؤ آقا علیہ السلام نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اور دعا بھی فرمادی۔ فرمایا: سب کو بلا لو۔ دس دس آدمی آتے جائیں اور اس کو کھول کر نہیں دیکھنا ابوہریرہؓ! تم نے بھی نہیں کھولنا بس ہاتھ ڈال کر جتنی ضرورت ہو دیتے جانا۔
دس دس آدمی دستر خوان بچھا کر بیٹھ جاتے حضرت ابوہریرہؓ لنگرِ مصطفیٰ سے کھجوریں نکال کر دیتے جاتے دس کھا جاتے اور دس آدمی آجاتے۔ سارے لشکر کو کھجوریں کھلا دیں اور فرمایا اس کو کھول کے نہیں دیکھنا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں لشکر کا سفر تو ختم ہوگیا۔ ہم ساری زندگی ہاتھ ڈال کر خود بھی کھاتے تھے۔ دنیا کو بھی کھلاتے تھے۔ حتیٰ کہ آقا علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا دور آگیا۔ فرماتے ہیں خدا کی قسم ان کے دور کے اڑھائی سال کھلاتا رہا، کھجوریں چلتی رہیں ان کی وفات ہوگئی سیدنا فاروق اعظمؓ کا دور آگیا کہتے ہیں اللہ کی عزت کی قسم سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور کے پورے دس سال دنیا کو کھلاتا رہا گھر والے بھی کھاتے رہے۔ کھجوریں ختم نہیں ہوئیں۔
پھر سیدنا عثمان غنیؓ کا زمانہ آگیا ان کا سارا دور خلافت کھلاتے رہے جب عثمان غنیؓ کی شہادت ہوئی ان کی شہادت کے غم میں کھجوریں ختم ہوگئیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک ڈیڑھ ہزار من کھجوریں ٹوکری سے نکالیں۔ کھجوریں تین دوروں تک چلتی رہیں پتہ چلا کہ برکت آگے بھی منتقل ہوتی ہے پھر نسل در نسل برکت چلتی رہتی ہے کوئی سبب نہ ہوجائے تو رکتی نہیں ہے۔ چشمہ فیض و برکت جاری رہتا ہے۔
اس فیض و برکت کو آم کی گٹھلی سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ آم کی گٹھلی لیں اس کو دبادیں اب پرورش شروع ہوگئی اس میں سے چھوٹا سا پودا نکل آیا چند سالوں میں وہ بہت بڑا آم کا پیڑ بن گیا۔ اس جیسی دس ہزار گٹھلیاں اس کی شاخوں پر لگ گئے۔ آغاز تو حضور غوث اعظمؓ کے ایک وجود سے ہوا تھا مگر لاکھوں وجود ولایت کے کائنات میں پھیل گئے۔
مولا علی شیر خداؓ کے درخت کا پھل حسنؓ اور حسینؓ ہیں ان کا ذائقہ اصل میں تاجدار کائنات کا ذائقہ تھا۔ یہ زمین روحانیت کی زمین ہے اور اس میں تقویٰ کا پانی اور اس میں عبادت و ریاضت کی روشنی ہے۔ زہد و ورع اور صدق و اخلاص کی ہوا ہے اور شیخ مالی بن کے درخت کی رکھوالی کرتا ہے اور پھل لگتے جارہے ہیں۔ دنیا کھارہی ہے یہ نبوت سے ولایت کا سلسلہ ہے سیدنا غوث الاعظمؓ کے مقام تکوین کے بڑے بڑے نظاروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں اس کے عکس حضور طاہر علاؤالدین میں نظر آتے ہیں۔
عبدالقدیر بدایونی ایک عالم دین ہوگزرے ہیں ان کے وفد میں کچھ لوگ شریک تھے جب بغداد شریف حاضری کے لیے گئے۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی نے کہا کہ میں جب بغداد شریف پہنچا تو ہر روز میں دیکھتا کہ مغرب کے بعد ایک خوبصورت چاند جیسی نورانی و روحانی چہرے والا معصوم بچہ حضور غوث پاکؓ کی روضے کی جالی مبارک کے پاس اندر کی جانب آجاتا۔ فجر تک ساری رات کھڑا رہتا۔ میں نے اس بچے کو پہلی رات دیکھا دوسری رات دیکھا پھر میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضور غوث پاکؒ کے خاندان کے شہزادوں میں سے ہیں۔
محنت و ریاضت کا یہ سلسلہ جب جاری رہتا تو پھل کا ذائقہ بھی وہی رہتا ہے فیوضات و برکات بھی وہی رہتی ہیں۔ اس لیے اگر اس مزار پاک سے کسی کو فیض ملتا ہے تو یقین اور ایمان رکھے کہ وہ فیض حضور غوث اعظمؓ کا ہی فیض ہے۔ اللہ پاک ہمیں حضور غوث الاعظمؓ کے در کا سائل بھی رکھے اور قائم و دائم بھی رکھے۔

☆☆☆☆☆

فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ تعارف اور خدمات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پہلی کتاب آپ ﷺ کے فضائل و مناقب پر تحریر کی

1981ء میں آپ کا پہلا باقاعدہ علمی، تحقیقی شاہکار ''تسمیۃ القرآن'' منظر عام پر آیا

محمد فاروق رانا (ڈائریکٹر FMRi)

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کا باقاعدہ قیام 7 دسمبر 1987ء کو عمل میں لایا گیا۔ اِسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ شعبہ براہِ راست مجدِدِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زیرِ سرپرستی اور تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی زیرِنگرانی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

FMRi کے یومِ تاسیس کی مناسبت سے اِس عظیم علمی و تحقیقی مرکز کا مختصر تعارف اور خدمات نذرِ قارئین ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے جب اَسّی کی دہائی کے آغاز میں اِصلاحِ اَحوال، اِحیاے اِسلام اور تجدیدِ دین کی عظیم علمی و فکری تحریک منہاج القرآن کا آغاز کیا تو ساتھ ہی مخلوقِ خدا کی رُشد و ہدایت کے لیے بالعموم اور اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لیے بالخصوص عصری تقاضوں کے مطابق علمی و تحقیقی کام بھی شروع کر دیا۔ یوں تحریک منہاج القرآن کا یہ طرۂ اِمتیاز ہے کہ یہ اپنے آغاز سے ہی تحریر و تقریر دونوں ذرائع کو بروئے کار لا کر تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے سب سے پہلے جس موضوع پر قلم اٹھایا، وہ اَلْأَرْبَعِيْن فِي فَضَائِلِ النَّبِيِّ الْأَمِيْن ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب﴾ کتاب تھی۔ انہوں نے یہ مجموعہ احادیث آج سے تقریباً 47 سال قبل (1972ء میں) جھنگ میں اپنی رہائش گاہ کے قریب واقع مسجد پرانی عیدگاہ میں دورانِ اعتکاف مرتب کیا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب آپ پنجاب یونی ورسٹی میں ایم۔ اے علومِ اسلامیہ کے طالب علم تھے اور ہر سال مذکورہ مسجد میں اِعتکاف بیٹھتے تھے۔ لیکن آپ کی جو کتاب سب سے پہلے طبع ہوئی، وہ 'نظامِ مصطفیٰ ﷺ: ایک ایمان افروز اِصطلاح' تھی۔ یہ کتاب 1978ء میں طبع ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ تحریک کا کام بڑھتا گیا۔ آپ نے شادمان لاہور کی رحمانیہ مسجد میں دروسِ قرآن سے دعوت کے فروغ کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز میں یہ دروسِ قرآن علیحدہ علیحدہ چھپتے رہے، تاہم جامع کتب کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

1981ء میں آپ کا پہلا اور باقاعدہ علمی و تحقیقی شاہکار 'تسمیۃ القرآن' منظر عام پر آیا۔ 1982ء میں 'سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت' کے علاوہ آپ کی فکر انگیز کتاب 'اسلامی فلسفہ زندگی' یکے بعد دیگرے شائع ہوئیں جنہوں نے اَہلِ علم و فکر کے وسیع حلقے کو متاثر کیا۔ 1985ء سے 1987ء تک آپ کی کتب 'اَرکانِ ایمان'، 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟'، 'ایمان اور اسلام' اور متعدد انگریزی کتابچے زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے۔ اِس دوران میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کے خطبات، دروس اور لیکچرز کا سلسلہ بھی کافی وسیع ہو چکا تھا۔ اِس تمام علمی و تحقیقی اور فکری مواد کی اِشاعت کے لیے بانیِ تحریک کی زیرِ نگرانی مؤرّخہ 7 دسمبر

1987ء کو منہاج القرآن رائٹرز پینل کی بنیاد رکھی گئی۔ اس علمی و تحقیقی مرکز کو بانی تحریک کے والدِ گرامی حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رَحِمَہُ اللّٰہ سے موسوم کیا گیا۔ اس وقت یہ شعبہ تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی نگرانی میں انتہائی مستعدی سے اپنے اَہداف کے حصول کی جانب گامزن ہے۔

مقاصدِ قیام:

فرید ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کے قیام کے درج ذیل مقاصد ہیں، جو اِس پلیٹ فارم کی بلند سوچ اور وسعتِ ظرف کے عکاس ہیں:

☆ اَمن و اِعتدال اور جدتِ فکر پر مبنی اِسلام کے حقیقی پیغام کی تبلیغ و اِشاعت

☆ تحریکِ منہاجُ القرآن کی فکر کی ترویج

☆ نئی نسل کو بے یقینی، اَخلاقی زوال اور اَغیار کی ذہنی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اِسلامی تعلیمات کی جدید ضروریات کے مطابق اِشاعت

☆ مذہبی اَذہان کو علم کے میدان میں ہونے والی جدید تحقیقات سے روشناس کرانا

☆ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو اپنا صحیح ملی تشخص باوَر کرانا

☆ مسلم اُمّہ کو درپیش مسائل کا مناسب حل تلاش کرنا

☆ نوجوان نسل کو دین کی طرف راغب کرنا

☆ تحریکِ منہاجُ القرآن سے وابستہ اَفراد کی علمی و فکری تربیت کا نظام وضع کرنا اور تربیتی نصاب مدوّن کرنا

☆ تحریکِ منہاجُ القرآن سے وابستہ اَہلِ قلم کو مجتمع کرنا اور ان کی صلاحیتوں کو تحریک کے پلیٹ فارم پر جہاد بالقلم کے لیے بروئے کار لانا

☆ ملکی و بین الاقوامی سطح پر اَہلِ قلم تک تحریک کی دعوت بذریعہ قلم پہنچانا اور اُنہیں مصطفوی مشن کے اِس پلیٹ فارم پر جمع کرنا

☆ اَساسی و فکری نوعیت کے موضوعات پر مضامین اور تحقیقی مقالات تیار کرنا اور ذرائع اَبلاغ کے ذریعے انہیں شائع کروانا

☆ علمی و فکری موضوعات پر کتب تصنیف کرتے ہوئے علمی و تحقیقی اور روحانی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنا

☆ قائد تحریک کے مختلف دینی، سماجی، اقتصادی، سیاسی و سائنسی، اور اخلاقی و روحانی موضوعات پر فکر انگیز اور ایمان اَفروز خطابات کو کتابی صورت میں مرتب کروانا

☆ جدید اُسلوبِ تحقیق اور عصری تقاضوں کے مطابق اسلامی ورثہ کو نسلِ نو کی طرف منتقل کرنا

شعبہ جاتی اِرتقاء اور کارکردگی:

ابتداءً جب شعبہ تحقیق و تدوین قائم ہوا تو اس میں کچھ عرصہ کے لیے جامعہ اِسلامیہ منہاج القرآن (شریعہ کالج) کے اساتذہ کرام نے جز وقتی خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے فضلاء میں سے اَعلیٰ صلاحیتوں کے حامل اَفراد کی باقاعدہ تقرری عمل میں لائی گئی۔

1988ء کا سال تحریک منہاج القرآن کی ملک گیر شہرت اور بیرون ملک سرگرمیوں میں اِنقلابی پیش رفت کا سال تھا۔ چنانچہ اسی سال فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے درج ذیل شعبہ جات بھی قائم ہوئے:

1۔ لائبریری　　2۔ شعبہ نقل نویسی
3۔ شعبہ تحقیق و تدوین　　4۔ شعبہ تراجم
5۔ شعبہ کتابت و ڈیزائننگ

2000ء میں فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کو مزید وسعت دی گئی اور اسے لائبریری سمیت مرکزی سیکرٹریٹ کی مرکزی عمارت سے باہر جامع مسجد منہاج القرآن کی بیسمنٹ یعنی صفہ بلاک میں منتقل کر دیا گیا جہاں ایک شاندار لائبریری ہال اور درج ذیل شعبہ جات کا اضافہ ہوا:

1۔ شعبہ کمپوزنگ　　2۔ شعبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی
3۔ شعبہ ادبیات　　4۔ شعبہ ترتیب و تدوین

اِنسٹی ٹیوٹ کی یہاں منتقلی کے بعد حسب گنجائش مختلف شعبوں میں مزید افراد کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔

عصرِ حاضر کے ماحولیاتی اور تکنیکی تقاضوں کے پیشِ

نظر فرید ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کی عمارت کو بھی جدید اُصولوں کے مطابق renovate کیا گیا ہے۔ 2016ء اور 2017ء میں بانیِ تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری صاحب کی خصوصی دل چسپی اور ہدایات کے مطابق FMRi کے تحقیقی یونٹ اور لائبریری کو state of the art خطوط پر استوار کرتے ہوئے purpose-built campus تعمیر کیا گیا۔ اس سارے کام کا سہرا تحریک منہاج القرآن کے ناظمِ اَعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور کے سر جاتا ہے، جنہوں نے ایک ایک گوشے اور کونے پر بھی توجہ مرکوز رکھی اور اِس طرح فنِ تعمیر کا انتہائی شاندار اور اچھوتا شاہ کار پایہ تکمیل کو پہنچا۔

فرید ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کو یہ اِعزاز حاصل ہے کہ اِس میں تمام مراحلِ تحقیق و تدوین، تیاریِ مواد، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تخریج، لے آوٹ ڈیزائننگ، ٹائپ سیٹنگ، ٹائٹل وغیرہ ایک ہی چھت تلے مکمل کیے جاتے ہیں۔ اس عظیم علمی و تحقیقی مرکز کے ذیلی شعبہ جات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

1۔ شعبہ تحقیق و تدوین:

1988ء میں قائم ہونے والے شعبہ جات میں یہ شعبہ سرفہرست تھا۔ FMRi کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب میں تحقیق و تخریج کا معیار ملک بھر کے کسی بھی تحقیقی اِدارے کے مقابلے میں معیاری، وقیع اور مستند ہوتا ہے۔ اِس شعبہ کی اَعلیٰ کارکردگی کی بدولت تحریکِ منہاجُ القرآن کی علمی خدمات کو ملک کے علمی حلقوں میں اِنتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق و تدوین کا خواتین و حضرات پر مشتمل مستعد رِیسرچ اسٹاف حضرت شیخ الاسلام مد ظلہ العالی کا عظیم اِنقلابی پیغام اعلیٰ معیاری مطبوعات اور انٹرنیٹ کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے شب و روز پوری دِل جمعی اور تن دہی سے مصروفِ عمل ہے۔ یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے ہمراہ کینیڈا میں بھی FMRi کے اسکالرز موجود ہیں جو براہِ راست معاونت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

2۔ لائبریری:

فرید ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) میں رِیسرچ اسکالرز کے استفادہ کے لیے ایک بہت شاندار اور وسیع لائبریری موجود ہے جس کا شمار ملک پاکستان کی قومی سطح کی عظیم لائبریریز میں ہوتا ہے۔ اس میں قریباً 35 ہزار کتب کا نادر و نایاب ذخیرہ موجود ہے۔ اِس حوالہ جاتی اور تحقیقی مواد پر مشتمل کتب خانہ میں MPhil اور PhD کی سطح کی تحقیق کرنے والے طلباء کے لیے مفید علمی مصادر و مآخذ دستیاب ہیں۔ عالم عرب اور دنیائے مغرب میں اِسلام پر شائع ہونے والی تصانیف اور تحقیقی مواد کو اس لائبریری کے لیے حاصل کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے فکری و سنجیدہ تحقیقی کام کی وجہ سے یہ حوالہ جاتی لائبریری نہ صرف شہر لاہور میں منفرد علمی و تحقیقی مقام کی حامل بن چکی ہے بلکہ اِس کا شمار قومی سطح کے چند فعال تحقیقی اداروں میں کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے والد گرامی ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کے زیر مطالعہ رہنے والی تمام ذاتی کتب اِس لائبریری میں مکتبہ فریدیہ قادریہ کے نام سے الگ سیکشن میں موجود ہیں۔ مکتبہ فریدیہ قادریہ کی 1,600 کتب کا یہ نایاب ذخیرہ لائبریری ہذا کے قیام کی بنیاد ہے۔ ان کتب کی اہمیت و ندرت کے پیش نظر اس مکتبہ کو archive کا درجہ حاصل ہے۔ مذکورہ مکتبہ میں قرآن و حدیث، سیرتِ طیبہ، فقہ و اُصولِ فقہ، تصوف، طب اور میڈیکل سائنس جیسے کئی موضوعات پر نادِر کتب دستیاب ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی عرب و عجم کے کسی بھی ملک جاتے ہیں، تو وہاں کے بڑے بڑے کتب خانوں سے بیش قیمت و نایاب کتب اس لائبریری کے لیے خرید کر لاتے ہیں۔ اس وقت لائبریری میں علم التفسیر و علوم القرآن، علم الحدیث و اصول الحدیث، علم الفقہ واصولہ، سیرتِ طیبہ، تصوف، لغت و ادب، تاریخ، سوانح و اِقبالیات اور دیگر موضوعات پر کتب کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ لائبریری

میں جدید علوم پر بھی کتب کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے جن میں سیکڑوں مضامین پر مختلف النوع کتب پائی جاتی ہیں۔

جدید عصری ضروریات کی تکمیل کے لیے FMRi میں ڈیجیٹل لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایا جاچکا ہے، جس میں ہزار ہا کتب موجود ہیں۔

3۔ شعبہ ترجمہ:

اِس شعبہ کے ذِمّہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیفات کو اردو سے انگریزی اور عربی میں یا اس کے برعکس منتقل کرنا ہے۔ اِس شعبہ میں فاصلاتی اور بیرون ملک مقیم مترجمین بھی اپنی اپنی اِستعداد کے مطابق خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کی تصانیف کا عربی اور انگریزی زبانوں میں تراجم کے علاوہ دیگر علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ کا کام بھی جاری ہے۔ آپ کی تصانیف کا ہندی، سندھی اور پشتو کے ساتھ ساتھ جرمن (German)، فرانسیسی (French)، نارویجن (Norwegian)، ہسپانوی (Spanish)، ڈینش (Danish)، ملایالم (Malayalam)، انڈونیشین (Bahasa Indonesia)، ہندی، بنگالی، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کا ترجمہ قرآن 'عرفان القرآن' کا دنیا کی دس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ تفسیری شان کا حامل یہ جدید ترین ترجمہ قرآن دنیا کی سات زبانوں یعنی اردو، انگریزی، یونانی (Greek)، فنش (Finland)، نارویجن (Norwegian)، ہندی اور سندھی میں طبع ہو چکا ہے، جب کہ فرانسیسی (French)، ڈینش (Danish) اور بنگالی ترجمہ تکمیلی مراحل میں ہے۔

اسی طرح عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تیار کیا گیا مختصر مجموعہ احادیث - المنهاج السوی من الحديث النبوی - چار زبانوں یعنی اردو، انگریزی، ہندی اور سندھی میں طبع ہو چکا ہے۔

دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف آپ کا مبسوط تاریخی فتویٰ کا ترجمہ بھی تیرہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ان میں سے آٹھ زبانوں میں چھپ چکا ہے جب کہ پانچ زبانوں میں زیر طبع ہے۔

علاوہ ازیں 45 کتب کا بنگالی زبان میں جب کہ درجنوں کتب کا بھارت کی علاقائی زبانوں میں ترجمہ چھپ چکا ہے۔

دنیا بھر میں جہاں جہاں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کے تراجم کا کام ہو رہا ہے، یہ شعبہ وہاں اپنی خدمات اور تکنیکی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔

4۔ شعبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی:

فرید ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں تمام اسکالرز جدید ترین تحقیقی ذرائع و وسائل کو بروئے کار لا کر اپنے تحقیقی اُمور تیزی سے مکمل کرتے ہیں۔ اِنسٹی ٹیوٹ کے ریفرنس سیکشن میں موجود ہزاروں ڈیجیٹل کتب پر مشتمل ذخیرہ کو update کرنا اور شعبہ منہاج انٹرنیٹ بیورو (MIB) کے تعاون سے حضرت شیخ الاسلام کی اُردو، عربی اور انگریزی تصانیف مختلف صورتوں (تصویری روپ، یونی کوڈ، پی۔ ڈی۔ ایف) میں آن لائن مطالعہ کے لیے minhajbooks.com پر شائع کرنا اِسی شعبہ کا کام ہے۔

5۔ شعبہ نقل نویسی:

حضرت شیخ الاسلام کے کم و بیش چھ ہزار خطابات اور لیکچرز و دروس اسلام کے ہر موضوع جیسے قرآن و حدیث، سیرۃ الرسول ﷺ، فقہ و اُصولِ فقہ، روحانیات، تصوف، عقائد، اخلاقیات، فلسفہ، فکریات، اِلٰہیات، سیاست (قومی و بین الاقوامی)، عمرانیات، معاشیات، ثقافت، سائنس، میڈیکل سائنس، حیاتیات، فلکیات، اِمبریالوجی اور پیراسائیکالوجی وغیرہ پر موجود ہیں، جوکہ ملک پاکستان اور بیرونی دنیا میں وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔ یہ لیکچرز آن لائن مختلف ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پر دستیاب ہیں۔ اس شعبہ میں اس سمعی و بصری مواد کو من و عن کمپوز کر لیا جاتا ہے۔ فوری حوالہ کے لیے لیکچرز کے اہم نکات و اقتباسات اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ لیکچرز کو ترتیب و تدوین کے لیے تیار کرتا ہے۔

6۔ دار الافتاء:

عامۃ الناس کو دین کے بارے میں بنیادی معلومات اور روز مرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا عصری تقاضوں کے مطابق حل قرآن و سنت کی روشنی میں فراہم کرنے کے لیے دارُ الافتاء کا اہم شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے سربراہ صدر دار الافتاء محترم مفتی عبد القیوم خان ہزاروی ہیں۔ مفتی صاحب کے فتاویٰ کو بعد ازاں کتابی شکل دی جاتی ہے اور منہاج الفتاویٰ کے نام سے پانچ ضخیم جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ یہ فتاویٰ حسبِ ضرورت و اہمیت ماہنامہ منہاج القرآن میں بھی شامل اشاعت کیے جاتے ہیں۔ شعبہ ہٰذا میں اندرون و بیرون ملک سے سائلین خطوط، ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے مسائل کا حل معلوم کرتے ہیں۔ یہ شعبہ آن لائن فتویٰ کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔ www.thefatwa.com نامی ویب سائٹ پر لوگ اپنے سوالات رجسٹر کراتے ہیں، جن کا جواب باری آنے پر ویب سائٹ پر نشر کیا جاتا اور سائل کو بذریعہ ای میل مطلع کر دیا جاتا ہے۔

7۔ شعبہ تحقیقی تربیت:

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں جدید اُسلوبِ تحقیق اور عصری تقاضوں کے مطابق اسلامی ورثہ کو نسلِ نو کی طرف منتقل کرنے کے لیے سنجیدہ طبع اور تحقیق کے شائق افراد کی تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق و تدوین میں تحقیقی تربیت حاصل کرنے کے لیے بھی متلاشیانِ علم آتے ہیں۔ اس شعبہ میں زیادہ تر کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز کی منتہی کلاسوں کے طلباء اور MPhil اور PhD کے سکالرز آتے ہیں، جنہیں جدید خطوط پر تحقیق و تدوین کی تربیت دی جاتی ہے۔ بعد ازاں یہ زیرِ تربیت اسکالرز فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہی مستقل بنیادوں پر خدمات سرانجام دیتے ہیں یا حسبِ توفیق کسی اور مقام پر خدمت دین میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ نیز اندرون و بیرون ملک سے MPhil اور PhD اسکالرز بھی اپنے موضوعات سے متعلق رہنمائی اور تحقیقی مواد کے حصول کے لیے آتے ہیں۔

8۔ FMRi کا شعبہ خواتین:

شیخ الاسلام نے دیگر میادین کی طرح علمی اور تحقیقی میدان میں بھی خواتین کو اپنی خدمات سرانجام دینے کے یکساں مواقع فراہم کیے ہیں۔ آپ نے فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں 15 اکتوبر 2004ء کو باضابطہ طور پر ویمن ریسرچ اسکالرز کے شعبہ کا افتتاح کیا تاکہ تحقیقی شغف رکھنے والی خواتین، فاضلات اور اسکالرز عامۃ الناس کے فکری ارتقاء کو بحال کرنے کے لیے آپ کے علمی و فکری کام کو آسان، سلیس، منظّم اور جامع انداز میں مرتب کر سکیں۔ اسی سلسلہ میں شیخ الاسلام کی زیرِ سرپرستی شعبہ خواتین عصرِ حاضر میں عقیدہ و عمل میں اصلاح و پختگی کے لیے بیش بہا سمعی و بصری ذرائع علم کے ساتھ جدید سے جدید تر وسائل اختیار کرتے ہوئے سلسلہ تعلیماتِ اسلام کی صورت میں دعوتی اور تربیتی لٹریچر فراہم کر رہا ہے۔ اس شعبہ میں کام کرنے والی خواتین اسکالرز انگلش اور اردو میں یکساں مہارت رکھتی ہیں۔

سلسلہ تعلیماتِ اسلام کے ہر پراجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے حضرت شیخ الاسلام سے اس کی باضابطہ منظوری لی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کے خطابات، کتب، ملفوظات اور افادات کو سوالاً جواباً تحریر کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے، مسودات کی کمپوزنگ کی جاتی ہے، آیات و احادیث اور دیگر اقتباسات کی تخریج کر کے اصل متون سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ ویمن اسکالرز کی طرف سے کام مکمل ہونے کے بعد مختلف مراحل میں چیک ہوتا ہے۔ فقہ سے متعلقہ کام دار الافتاء میں ریویو ہوتا ہے۔ پھر پراجیکٹ کو شیخ الاسلام کے behalf پر FMRi کی ریسرچ ریویو کمیٹی نہایت باریک بینی سے چیک کرتی ہے۔ بعد ازاں ضروری ترامیم، اصلاحات اور منظوری کے بعد کتاب کا ٹائٹل فائنل کیا جاتا ہے اور کتاب چھپنے کے لیے پریس میں بھیج دی جاتی ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ! فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں خواتین اسکالرز بہت محنت، لگن اور عرق ریزی سے شیخ الاسلام کے علمی و تحقیقی اور فکری ورثہ کو سوالاً جواباً کتب کی صورت میں

نئی نسلوں تک منتقل کرنے کا اہم فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ اِسلامی تعلیمات کی جدید ضروریات کے مطابق اب تک اس شعبہ کے تحت درج ذیل کتب منظرِ عام پر آ چکی ہیں:

(۱) تعلیماتِ اسلام (۲) اسلام

(۳) ایمان (۴) احسان

(۵) طہارت اور نماز (۶) روزہ اور اعتکاف

(۷) حج اور عمرہ (۸) زکوٰۃ اور صدقات

(۹) نکاح اور طلاق

(۱۰) بچوں کی پرورش اور والدین کا کردار (رحمِ مادر سے ایک سال کی عمر تک)

(۱۱) بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار (2 سے 10 سال کی عمر تک)

(۱۲) بچوں کی تعمیرِ شخصیت (11 سے 16 سال کی عمر تک)

(۱۳) حسن اعمال

(۱۴) پاکستان کا نظام تعلیم، تشدد کے رجحانات اور مدارس دینیہ (ایک تحقیقی جائزہ)

(۱۵) مقالات عصریہ (جدید تحقیقی مباحث)

FMRi کے شعبہ خواتین اور منہاج القرآن ویمن لیگ کے باہمی اشتراک سے تنظیمات کے لیے بالخصوص اور عامۃ الناس کے لیے بالعموم درج ذیل کتب تیار کی گئی ہیں:

(۱۶) دروسِ قرآن: قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ سے تعلق کی پختگی

(۱۷) حلقہ درود وفکر: روحانی بالیدگی اور اِصلاحِ اَحوال کا ذریعہ

(۱۸) حَيَّ عَلَى الْفَلَاح: آؤ کامیابی کی طرف

(۱۹) راہ نمائے دعوت: جادۂ حق کے مسافروں کا راہِ عمل

(۲۰) تربیتی پلان: خود آگہی کا سفر

(۲۱) راہ نمائے تنظیم: مصطفوی کارکنان کا زادِ سفر

اکتوبر 2004ء میں سلسلہ تعلیماتِ اسلام کی پہلی میٹنگ میں حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا تھا کہ اِن شاء اللہ یہ کتب بطور نصاب پڑھائی جائیں گی۔ الحمد للہ! آپ کے فرمان کے مطابق اس وقت مذکورہ بالا کتب اندرون اور بیرون ملک بطور نصاب مختلف کورسز میں پڑھائی جا رہی ہیں اور ان کے ذریعے ہزارہا افراد آپ کی فکر سے استفادہ کر چکے ہیں۔ یہ سب صرف شیخ الاسلام کی تجرِ علمی اور علم دوستی کا مرہونِ منت ہے۔

9۔ دیگر شعبہ جات:

FMRi کے جملہ شعبہ جات کے تفصیلی تعارف کے لیے سیکڑوں صفحات درکار ہیں۔ اِختصار کے پیشِ نظر ذیل میں بقیہ شعبہ جات کے صرف نام درج کیے جا رہے ہیں۔ علم و تحقیق سے وابستہ ہر شخص اِن شعبہ جات کے نام سے ہی ان کے کام، ذِمہ داریوں اور اہمیت سے آگاہ ہوگا:

1۔ رِیسرچ رِیویو کمیٹی 2۔شعبہ کمپوزنگ

3۔شعبہ خطاطی 4۔شعبہ مسودات

5۔شعبہ ادبیات 6۔شعبہ ترتیب و تدوین

شیخ الاسلام کا اِظہارِ خیال:

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس عظیم مرکز تحقیق کی اہمیت و انفرادیت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

''اِسلام کے تصورِ اِعتدال و توازن، تحمل و برداشت، اَمن و محبت اور بین المسالک ہم آہنگی و بین المذاہب رواداری کے متنوع موضوعات پر جتنا کام ہو رہا ہے، اس سارے کام میں کلیدی کردار تحریک منہاج القران کے مرکز پر قائم فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کا ہے۔ اِن تعلیمات کے فروغ میں اِس مرکزِ تحقیق کی خدمات کا الفاظ میں اِحاطہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ FMRi میں تقریباً پچاس کے قریب ریسرچ آفیسرز، ریسرچ اسکالرز، ریسرچ اسسٹنٹس ہیں اور تحقیقی پراجیکٹس کی علمی و تکنیکی ضروریات کے لیے کمپوزرز اور لائبریریز ہیں۔ اس کی وسیع لائبریری ہے جسے آپ پاکستان کی قومی سطح کی عظیم لائبریریز میں شمار کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ! اب تک میں نے ایک ہزار کے قریب کتب پر تصنیف و تالیف کا کام مکمل کیا ہے، جن میں سے پانچ سو سے زائد کتب چھپ گئی ہیں۔ میری طرف سے کام مکمل ہونے کے بعد طبع ہونے سے پہلے تک کے تمام درمیانی مراحل اِس رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں مکمل ہوتے ہیں۔ یہاں کتب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تحقیق و تخریج اور آخر میں review ہوتا ہے۔

عربی و انگلش میں ہونے والے جملہ تحقیقی کاموں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی یہیں ہوتا ہے۔

FMRi میں عصری و فکری تقاضوں کے پیشِ نظر ہر قسم کے موضوعات پر کام ہو رہا ہے؛ یعنی بین المذاہب ہم آہنگی، نوجوان نسل کی فکری و نظریاتی رہنمائی اور اِصلاحِ اَحوال و اِعتقادی درستگی کے لیے بھی بنیادی مواد اور ایک عظیم خزانۂ علم تیار ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اَخلاق درست کر کے انہیں نہ صرف اچھا مسلمان بلکہ مفید انسان بنانے کے لیے تحریری مواد کی تیاری بھی اِسی شعبے میں کی جاتی ہے تاکہ اِن کتب کو پڑھ کر وہ سوسائٹی میں بھرپور contribute کر سکیں، اِنسانیت کے ساتھ محبت کو فروغ دے سکیں، ضرورت مندوں کے ساتھ پیار کرنے کو عبادت کا تصور دے سکیں اور قدم قدم پر نوجوان نسل اور رہنمائی کے طالب لوگوں کی رہنمائی کر کے منزلِ مقصود کا شعور بھی دیں، صحیح راستے پر بھی چلائیں اور منزل تک بھی پہنچائیں۔ علمی و فکری، اِعتقادی و نظریاتی اور تحقیقی و روحانی اعتبار سے بھی اِصلاح کریں۔ جتنا کام اِن جہات پر ہو رہا ہے، اس سارے کام کا مرکز و محور تحریک منہاج القرآن کا یہ شعبہ فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) ہے۔‘‘

مطبوعاتِ FMRi:

بحمدہٖ تعالیٰ تمام شعبہ جات کے باہمی اشتراک اور تعاون سے اِس وقت تک FMRi کے زیرِ اہتمام قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مختلف موضوعات پر 596 کتب تحقیق و تدوین کے مراحل سے گزر کر اُردو، عربی اور اَنگریزی زبان میں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا اعجاز اور معنوی کرامت ہے کہ اِس وقت تک اُردو، عربی اور انگریزی میں ان کی 596 کتب طبع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ان کتب کے صفحات سوا لاکھ (1,25,000) سے زائد ہیں۔ چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی متعدد کتب الگ طبع ہو چکی ہیں۔ اُردو کتب کے عربی، اَنگریزی و دیگر زبانوں میں تراجم کا کام بھی اس کے ساتھ ساتھ جاری ہے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تحریکی نیٹ وَرک سے وابستہ کارکنان اپنی مقامی زبانوں میں بھی یہ کتب شائع کرانے میں مصروف ہیں اور انہیں بھی FMRi تکنیکی و تحقیقی معاونت فراہم کرتا ہے۔

اب تک اس اِنسٹی ٹیوٹ میں جن موضوعات پر تحقیقی کام ہوا ان کی وضاحت اس گوشوارے سے بخوبی ہوتی ہے:

موضوعات	تعدادِ مطبوعات
1. القرآن وعلوم القرآن	47
2. الحدیث	137
3. اِیمانیات وعبادات	23
4. اِعتقادیات (اُصول وفروع)	34
5. سیرت وفضائلِ نبوی	56
6. ختم نبوت وتقابلِ اَدیان	7
7. فقہیات	16
8. اَخلاق وتصوف	23
9. اَوراد و وظائف	15
10. اِقتصادیات	10
11. فکریات	59
12. دستوریات وقانونیات	11
13. شخصیات	33
14. اِسلام اور سائنس	5
15. اَمن ومحبت اور ردِّ تشدد و ارہاب	19
15. حقوقِ انسانی اور عصریات	7
16. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام	12
17. English Books	82
کل تعداد	596

شیخ الاسلام کا سارا تحقیقی اور فکری کام ان کی طرف سے مکمل ہو جانے کے بعد اس کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، فٹ نوٹ اور حوالہ جات کی تخریج، عربی کام کا ترجمہ الغرض طباعت تک کے تمام مراحل اِس رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔

فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب:

آج تحریکِ منہاجُ القرآن دنیا کے 90 سے زائد ممالک میں اِسلام کا آفاقی پیغامِ اَمن و سلامتی عام کرنے لیے مصروفِ عمل ہے۔ بانی تحریک حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو عالمی سطح پر اَمن کے سفیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے؛ جب کہ بہبودِ اِنسانی کے لیے آپ کی علمی و فکری اور سماجی و فلاحی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اِعتراف بھی کیا گیا ہے۔

دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف آپ کا مبسوط تاریخی فتویٰ دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے جسے دنیا بھر کے محققین نے سراہا ہے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الاسلامیۃ (قاہرہ، مصر) نے بھی اس کے مشتملات کی تائید کی ہے اور اس پر مفصل تقریظ لکھی ہے۔ آپ کا یہ تاریخی فتویٰ اِس وقت تک اردو، عربی، انگریزی، ناروِیجن (Norwegian)، فرانسیسی (French)، انڈونیشین (Bahasa Indonesia)، ہندی، اور سندھی زبانوں میں چھپ چکا ہے، جب کہ ڈینش (Danish)، ہسپانوی (Spanish)، ملایالم (Malayalam)، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی جلد شائع ہوگا۔

حضرت شیخ الاسلام نے اسلام کا امن، اعتدال، توازن، رواداری، برداشت، محبت اور بین المسالک اور بین المذاہب ہم آہنگی کا چہرہ پوری دنیا میں متعارف کروایا۔ اس سلسلے میں آپ نے فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کے لیے اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism) مرتب کیا۔ اس سارے کام کی تکمیل میں فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اِس نصاب میں:

اردو، انگریزی اور عربی میں کل 10 کتب بطور متن ہیں، جب کہ 36 کتب اِس نصاب کے فہم اور واضحیت کے لیے تفصیلی و تائیدی مواد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اِن جملہ 46 کتب میں سے 24 کتب اُردو میں، 19 کتب انگریزی میں اور 3 کتب عربی زبان میں ہیں۔ بطورِ متن کتب درج ذیل ہیں:

1. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے
2. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: ائمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے
3. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: اَساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے
4. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: طلبہ و طالبات کے لیے
5. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے
6. المنهج الإسلامي لتعزيز السلام ومكافحة الإرهاب: للأئمة والعلماء والأساتذة الكرام
7. المنهج الإسلامي لتعزيز السلام ومكافحة الإرهاب: للشّباب والطلبة
8. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Clerics, Imams and Teachers
9. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Young People and Students
10. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: Further Essential Reading

مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی میں کام کرنے والے اس مرکزِ تحقیق کی اسلام کی تعلیمات کے فروغ میں خدمات کا احاطہ الفاظ میں کرنا بڑا مشکل ہے۔ تحریکِ منہاجُ القرآن علمی و فکری، اعتقادی، نظریاتی، تحقیقی اور روحانی جہتوں پر جتنا بھی کام ہو رہا ہے اس سارے کام کا مرکز و محور یہ فریدِ ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں نرم دل ہوں اور اپنے آپ کو چھوٹا خیال کرتا ہوں

سورۃ الاعراف کے مطابق فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو اس زمانے کی عورتوں پر منتخب کرلیا تھا

ڈاکٹر فرخ سہیل

حضرت مریم علیہا السلام داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد عمران اپنے دور میں بنی اسرائیل کے معزز امام تھے اور ان کی والدہ حنہ بنت فاقود ایک نیک پرہیزگار، عابد و زاہدہ خاتون تھیں اور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے اولاد نہیں تھی تو انہوں نے اللہ کے نام پر یہ نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں اولاد ہوئی تو وہ اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کردیں گی۔ جب حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ نے ان کا نام مریم رکھا۔ بہت سے مفسرین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ان کی پیدائش کے بعد کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لے کر گئیں اور انہیں مسجد کے خداموں کے حوالے کیا تو ان کا آپس میں اس بات پر جھگڑا ہوگیا کہ کون اس کی کفالت کرے گا اس زمانے میں زکریا علیہ السلام نبی تھے انہوں نے فرمایا کہ میں اس کی کفالت کروں اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کا نگران مقرر کیا۔

قرآن مجید میں حضرت مریم کے حوالے سے سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوا کہ

''جب بھی زکریا علیہ السلام کمرے میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس روزی پاتے، کہا اے مریم، یہ تیرے لیے کہاں سے آیا؟ کہا وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یقیناً اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے''۔ (آل عمران: ۳۷)

مفسرین کے مطابق زکریا علیہ السلام نے مریم کے لیے مسجد میں ایک مناسب جگہ مخصوص کردی تھی پس وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتیں اور اپنی ذمہ داریوں کے مطابق بیت المقدس کی خدمت پر مامور رہتیں۔ دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں ان کی عبادت ضرب المثل بن گئی۔

سورۃ الاعراف کے مطابق فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو اس زمانے کی عورتوں پر منتخب کرلیا تھا اس طرح کہ بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنے کے لیے منتخب کیا اور اسے خوشخبری دی کہ وہ بچہ شرافت والا نبی ہوگا۔ وہ لوگوں سے گہوارے میں کلام کرے گا اور اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ الانبیاء میں حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے حوالے سے فرمارہے ہیں۔

''اور وہ پاک دامن بی بی، جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور خود اس کو اور اس کے لڑکے کو تمام جہانوں کے لیے نشانی بنادیا''۔ (الانبیاء: ۹۸)

فرشتوں نے جب حضرت مریم کو یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا ہے اور انہیں پاکیزہ بیٹا عطا کرے گا جو باعزت مقدس نبی ہوگا اور معجزات کے ساتھ اس کی تائید کی جائے گی تو مریم علیہا السلام نے بن باپ کے بچے کی پیدائش پر تعجب کا اظہار کیا کیونکہ وہ شادی شدہ نہیں تو

عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام اللہ کے برگزیدہ انبیاء میں سے تھے اور ایسے دور میں مبعوث ہوئے جب حکمت وطب کا فن عروج پر تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ایسے معجزات عطا فرمائے جو بڑے بڑے حکماء واطباء کی دسترس سے باہر تھے۔ کوئی ایسا حکیم نہیں ہوسکتا جو مادرزاد اندھے کو بینائی عطا کردے یا برص اور کوڑھ کے دائمی مریضوں کو شفایاب کردے

فرشتوں نے انہیں آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جب کسی چیز کو بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔ لہذا مریم علیہا السلام نے اللہ کے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردیا۔ اللہ کی طرف سے توجہ اور اس کے فیصلے پر سر کو جھکادیا اور انہیں اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ یہ ان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہوگی۔

حضرت مریم علیہا السلام جان چکی تھیں کہ لوگ ان پر بہتان لگائیں گے اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور بچے کو دیکھ کر انہیں جھوٹا قرار دیں گے حالانکہ وہ اپنے زہد وتقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بہت معروف تھیں اور ایک دینی اور نبوی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو آپ ایک الگ دور افتادہ مقام پر آگئیں۔ اللہ کے حکم کے مطابق تازہ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا اور حکم ہوا کہ اگر تو لوگوں کو دیکھے تو زبان، حال سے یا اشارے سے کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لیے منت مانی ہے یعنی خاموش رہنے کی نذر مانی ہے اور جب مریم علیہا السلام اپنے بچے کے ساتھ اپنے علاقے میں واپس آئیں تو لوگوں نے کہا اے مریم بنت عمران یہ بچہ کہاں سے لائیں تو انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس سے بات کرو یہ تمہارے سوال کا جواب دے گا تو حضرت عیسیٰ جو کہ اس وقت چند دن کے دودھ پیتے بچے تھے بول اٹھے:

”کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے“۔ (مریم:۳۳)

حضرت وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اس دن مشرق ومغرب کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے اور شیاطین اس وجہ سے بہتر حیران ہوئے حتیٰ کہ ابلیس نے ان کو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی پھر شیاطین نے دیکھا کہ آپ اپنی ماں کی گود میں ہیں اور فرشتے ان کو گھیرے ہوئے ہیں، اس دن آسمان پر ایک عظیم ستارہ طلوع ہوا اور فارس کا بادشاہ اس کے ظاہر ہونے پر پریشان ہو۔ اس نے کاہنوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ کسی بڑے آدمی کی پیدائش کی بنا پر ہوا ہے تو اس نے اپنے قاصدوں کو سونا اور خوشبو کے تحائف کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا۔ جب وہ قاصد بادشاہ کے دربار میں آئے تو بادشاہ نے ان کے آنے کا مقصد دریافت کیا تو انہوں نے اپنا مقصد بتایا تو بادشاہ نے ستارے طلوع ہونے کے وقت کو معلوم کیا تو انہوں نے وہی وقت بتایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا تھا۔ بادشاہ نے انہیں تحائف کے ساتھ عیسیٰ کی طرف روانہ کیا اور ساتھ اپنے چند خاص لوگوں کو بھی بھیجا کہ وہ واپسی پر اسے قتل کردیں تو مریم علیہا السلام کو جب معلوم ہوا تو وہ خفیہ طریقے سے آپ کو لے کر مصر میں آگئیں اور وہاں رہائش پذیر ہوئیں۔

بچپن ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرامات اور معجزات ظاہر ہونے لگے تھے۔ ابن عدی سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے تو بچوں کو کہتے کہ کیا میں تجھے بتاؤ کہ تیری ماں نے گھر میں تیرے لیے کیا چھپا رکھا ہے وہ کہتا ہاں بتائیں عیسیٰ علیہ السلام اسے بتاتے تو وہ اپنی ماں سے دریافت کرتا تو ماں پوچھتی کہ تجھے یہ خبر کس نے دی تو بچہ کہتا کہ عیسیٰ ابن مریم نے اس طرح لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ اگر تم اپنے بچوں کو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ کھیلنے کے لیے چھوڑو گے تو وہ تمہارے بچوں کو بگاڑ دے گا۔

عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام اللہ کے برگزیدہ انبیاء

میں سے تھے اور ایسے دور میں مبعوث ہوئے جب حکمت و طب کا فن عروج پر تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے ایسے معجزات عطا فرمائے جو بڑے بڑے حکماء و اطباء کی دسترس سے باہر تھے۔ کوئی ایسا حکیم نہیں ہوسکتا جو مادر زاد اندھے کو بینائی عطا کردے یا برص اور کوڑھ کے دائمی مریضوں کو شفا یاب کردے۔ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسی طاقت نہیں دی تھی کہ وہ کسی قبر سے مردے کو زندہ کردے لیکن عیسیٰ ابن مریم کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بھی عطا فرمائی تھی۔

جب پروردگار نے عیسیٰ علیہ السلام پر ان براہین و دلائل کے ساتھ مبعوث فرمایا تو اکثر لوگ اپنے کفر و عناد اور گمراہی کی وجہ سے آپ کی اطاعت میں نہ آئے صرف چند افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت ہی آپ کی مدد و معاون بنی اور آپ کی بیعت کرتے ہوئے آپ کی مدد اور خیر خواہی کی۔ بغض و عداوت کی وجہ سے بنی اسرائیل نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اور بادشاہ وقت سے آپ کی شکایت کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح محفوظ رکھا کہ انہیں میں سے ایک آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا تو بنی اسرائیل کے ان حاسد شر پسندوں نے اسی ہمشکل کو سولی چڑھادیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

”اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے“۔ (آل عمران:۵۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے خاتم ہیں اور جب آپ نبی مبعوث ہوئے تو آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور ان کو آگاہ کیا کہ بنی اسرائیل میں نبوت کا سلسلہ ان سے ختم ہو چکا ہے اور میرے بعد نبی امی تشریف لائیں گے وہ تمام انبیاء کے خاتم ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا۔ وہ اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان سے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت نرم دل اور نرم کو صابر اور سادہ مزاج رکھتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو آپ پر اون کا جبہ اور چادر تھی آپ ننگے پاؤں اور پراگندہ بالوں والے تھے۔ بھوک کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد اور پیاس کی وجہ سے آپ کے ہونٹ خشک تھے۔ آپ نے فرمایا اے بنی اسرائیل! تم پر سلامتی ہو۔ دنیا کو میں نے اس کا صحیح مقام دیا ہے اور اس میں کوئی فخر و غرور نہیں، جانتے ہو میرا گھر کہاں ہے انہوں نے جواب دیا۔ اے روح اللہ آپ خود ہی بتادیں آپ کا گھر کہاں ہے؟ فرمایا: میرا گھر مساجد، میری خوشبو پانی، میرا سالن بھوک، میرا چراغ رات کو چمکتا چاند، میرا شعار رب العالمین کا خوف، میرے ہمنشیں، ہمیشہ کے بیمار اور مساکین ہیں۔ میرے پاس نہ صبح کچھ ہوتا ہے اور نہ شام کو کچھ ہوتا ہے۔ اس کے باوجود میں خوش و خرم رہتا ہوں اور مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی تو مجھ سے زیادہ غنی اور زیادہ نفع والا کون ہوسکتا ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہیے تاکہ لوگ آپ کو پہچان کر آپ کو تکلیف نہ دیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے پوچھو میں نرم دل ہوں اور میں اپنے آپ کو چھوٹا خیال کرتا ہوں۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا: جو کی روٹی کھاؤ اور صاف پانی پیو اور دنیا سے امن وسلامتی کی حالت سے الگ ہوجاؤ۔ میں تم سے برحق بات کرتا ہوں کہ دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے۔ اللہ کے بندے ناز ونعمت والی زندگی نہیں گزارتے میں تم سے برحق بات کرتا ہوں کہ وہ عالم تم سے بہت برا ہے جو اپنے علم پر خواہش کو ترجیح دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ تمام لوگ اسی جیسے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شیطان دنیا کے ساتھ ہے اور اس کے مکر وفریب مال و دولت کے ساتھ ہیں اور اس کی تزئین و آرائش خواہش کے ساتھ ہے اور اس کا غلبہ شہوات کے ساتھ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

قائداعظمؒ کی زندگی کا روحانی پہلو

بانی پاکستانؒ مومنانہ کردار کا قابل فخر اور قابل تقلید نمونہ

عظیم قائد محمد علی جناحؒ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے تھے

طیبہ کوثر(ریسرچ سکالر FMRI)

تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ تاریخ انسانی میں بہت سے ایسے عظیم لیڈر گزرے ہیں جن کے مخلصانہ اور مدبرانہ کارنامے اپنی انفرادیت اور تنوع کے اعتبار سے دنیا بھر میں رشک کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ جو اس دنیا فانی سے پردہ کر جانے کے باوجود امر ہو جاتے ہیں اور ان کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ ہو جاتا ہے۔ جو جہدِ مسلسل کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بناتے اور دوسروں کی خاطر جینے کو جینا قرار دیتے ہیں۔ جو خود زمانے کی تلخیاں اور سختیاں برداشت کر کے دوسروں کو آرام پہنچانے کو حقیقی زندگی شمار کرتے ہیں۔ بلاشبہ پاکستان کے بانی قائدِ اعظم کا شمار بھی ایسے ہی عظیم لیڈروں میں ہوتا ہے۔

قائدِ اعظم اپنے افکار و نظریات، بلندی کردار اور کارناموں کے اعتبار سے ایک بھرپور تاریخ بھی ہیں اور نشانِ منزل بھی۔ آپ نے خداداد صلاحیت و بصیرت اور سیاسی جد و جہد سے عظیم مفکر علامہ اقبال کے تصورِ پاکستان کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھرا۔ آپ نے اپنے خونِ جگر اور خونِ تمنا سے ناممکن کو ممکن بنانے اور شبِ غلامی کو سحر آزادی میں بدلنے کی دن رات سعی کی۔ جس کے نتیجے میں ایک اسلامی مملکت وجود میں آئی جسے دنیا پاکستان کے نام سے جانتی ہے۔

قائدِ اعظم ملتِ اسلامیہ کے درد سے معمور ایسے سچے اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے جن میں مصور پاکستان علامہ اقبال کے مردِ مومن کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نے نہ صرف حصول پاکستان کی جد و جہد میں اسلامیان ہند کی رہنمائی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کی بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی تمام امور میں اسلامی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھا۔ آپ کی سحر انگیز شخصیت ہمہ جہت خوبیوں کا مرقع ہے۔ جس کا ہر ہر پہلو روشن و تابناک ہے تاہم زیرِ نظر تحریر میں آپ کے روحانی پہلو پر اختصاراً روشنی ڈالی جائے گی تا کہ آپ کی اسلامی زندگی موجودہ پاکستانی عہدیداران کے لیے مشعلِ راہ بنے۔

قائدِ اعظم کا قرآن سے تعلق:

قائدِ اعظم قرآنِ حکیم کو اپنا آخری اور قطعی رہبر سمجھتے تھے۔ آپ کی قرآن حکیم سے گہری دلچسپی اور قرآن فہمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے قرآنِ حکیم کو پڑھنے اور اسے ضابطۂ حیات بنانے کے حوالے سے نومبر 1939ء میں عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں کے نام اپنے پیغام میں فرمایا:

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن مجید میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے لیے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔

آپ نے مسلمانانِ ہند کو اعداء کی غلامی سے

نکالنے اور ان میں وحدت پیدا کرنے کے لیے قرآن حکیم کا سہارا لیا۔ دسمبر 1943ء میں کراچی میں مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

وہ کون سا رشتہ ہے جس کے ساتھ منسلک ہونے سے تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے، وہ کون سا لنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔

پھر خود ہی جواب میں فرمایا:

وہ بندھن، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

(ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر، قائد اعظم سیکولر نہیں تھے)

قائدِ اعظم کے پیشِ نظر قیامِ پاکستان کا مقصد اسلامی تعلیمات کا نفاذ تھا۔ پاکستان کے قیام سے قبل جولائی 1947ء میں قیامِ پاکستان کے ممکنہ مسائل کے حوالے سے ایک نشست میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے قائدِ اعظم سے پوچھا کہ ''پاکستان کا دستور کیسے بنایا جائے گا؟'' تو قائدِ اعظم نے فرمایا:

پاکستان کا آئین قرآن مجید ہو گا۔ میں نے قرآن پڑھا ہے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ قرآنی آئین سے بڑھ کر کوئی آئین نہیں ہو سکتا۔ میں نے مسلمانوں کا سپاہی بن کر پاکستان کی جنگ جیتی ہے۔ میں قرآنی آئین کا ماہر نہیں۔ آپ اور آپ جیسے دوسرے علماء کو میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ مل بیٹھ کر نئے قائم ہونے والے پاکستان کے لیے قرآنی آئین تیار کریں۔

محمد متین خالد، اسلام کا سفیر: ۲۳۷

مذکورہ بالا قائدِ اعظم کے افکار اور فرمودات سے آپ کی قرآن سے عملی محبت واضح ہوتی ہے۔ آپ قرآن کو باعثِ ہدایت و روشنی سمجھتے تھے اور قوی یقین رکھتے تھے کہ اس نور سے اکتسابِ عمل کرنے والے اور اس کی اتحاد پرور تعلیمات کی پیروی کرنے والے ہی منزل مقصود کو پا کر عروسِ آزادی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

قائدِ اعظم کا جذبہ عشقِ رسول ﷺ:

قائدِ اعظم کی زندگی کا ایک اہم اور قابلِ قدر گوشہ جذبہ عشقِ رسول ﷺ ہے۔ آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے جذبہ عشق نے قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے آپ کی محبت کا پہلا شعوری اظہار lincoln's inn میں داخلے کے وقت نظر آتا ہے۔ lincoln's inn کے بیرونی دروازے پر قدیم قانون دانوں کے ناموں میں سرِ فہرست حضور نبی اکرم ﷺ کا نام دیکھ کر آپ نے اسی وقت اس ادارے میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ آپ کی حضور نبی اکرم ﷺ سے گہری محبت و عقیدت کا زندہ و جاوید ثبوت ہے۔ بعد ازاں 1947ء میں آپ نے کراچی میں وکیلوں کے اجتماع میں lincoln's inn میں اپنے داخلہ لینے کی وجہ کا برملا اظہار یوں کیا:

ایک مسلمان کی حیثیت سے میرے دل میں حضور نبی اکرم ﷺ کی، جن کا شمار دنیا کے عظیم مدبروں میں ہوتا ہے، بہت عزت تھی۔ ایک دن اتفاقاً میں lincoln's inn گیا اور میں نے دروازے پر ''پیغمبرِ اسلام'' کا نام کھدا دیکھا۔ میں نے lincoln's inn میں داخلہ لے لیا کیونکہ اس کے دروازے پر حضور نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک دنیا کے عظیم قانون سازوں کی فہرست میں لکھا تھا۔

محمد حنیف شاہد، قائدِ اعظم اور اسلام)

قائدِ اعظم امت مسلمہ کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کا حل حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ اطہر کی تقلید میں سمجھتے تھے۔ آپ کا ایمان تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے 14 فروری 1948ء کو شاہی دربار سبی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبرِ اسلام ﷺ

نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائدِ اعظم: ۵۸۱)

قائدِ اعظم کا باطن حبِ رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ نے فرمایا:

آج ہم کروڑوں انسانوں کے قائد اور عظیم ترین انسانوں کے ممدوح کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو ایک بزرگ ترین معلم، مدبر اور قانون ساز تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک عظیم حکمران بھی۔ اسلام صرف چند رسوم، روایات اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی اور دیگر مسائل کی رہبری کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کی بنیاد صرف ایک خدا پر ہے، انسان، انسان میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات، آزادی اور بھائی چارہ اسلام کے مخصوص اصول ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں اس زمانے کے لحاظ سے نہایت سادگی تھی، کاروبار سے لے کر حکمرانی تک ہر معاملہ میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور سچی بات تو یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جیسا انسان دنیا نے کبھی پیدا نہیں کیا۔ انہوں نے تیرہ سو سال پہلے ہی جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی۔

(محمد شریف بقاء، قائد اعظم کے اسلامی افکار: ۴۶)

قائدِ اعظم کے مذکورہ اقوال اور کردار سے آپ کی حضور نبی اکرم ﷺ سے والہانہ عقیدت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں پابند شریعت مسلمان سے کسی طور کم نہ تھے۔

قائدِ اعظم کا تعلیماتِ اسلام سے لگاؤ:

قائدِ اعظم کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے گہرا لگاؤ تھا۔ اسلام سے متعلقہ آپ کے جذبات و احساسات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ہر مقام پر تعلیماتِ اسلام سے اپنی محبت کو واضح کیا۔ 1947ء میں ہر پہلو سے اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اگر کوئی چیز اچھی ہے تو عین اسلام ہے۔ جو چیز اچھی نہیں ہے وہ اسلام نہیں کیونکہ اسلام کا مطلب عین انصاف ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں منظّم اور بااصول قوم کے طور پر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

کوئی شبہ نہیں کہ بہت سے لوگ ہمارا مدعا پوری طرح نہیں سمجھتے۔ جب ہم اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو اسلام محض چند عقیدوں، رواجوں اور روحانی تصورات کا نام نہیں۔ اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی زندگی، کردار اور معیشت تک کے معاملات میں ایک نظم و ضبط پیدا کرتا ہے۔

(کرم حیدری، قائد اعظم کا اسلامی کردار: ۱۰۱)

1947ء میں عید الفطر کے موقع پر ماہ رمضان کے اصولوں کی روشنی میں مسلمانوں کو اخلاقی نظم و ضبط کی آگہی دیتے ہوئے فرمایا:

رمضان کا مہینہ، روزہ داری، عبادت اور اللہ سے اپنا تعلق استوار کرنے کا مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ بنیادی طور پر تو یہ ایک روحانی ضابطہ ہے جو مسلمانوں پر نافذ کیا گیا ہے۔ لیکن اس فرض کی بجا آوری میں اخلاقی نظم و ضبط کے بارے میں اس کی قدر و قیمت نمایاں ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں جو معاشرتی اور طبعی فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہ بھی کم نہیں ہوتے۔

(محمد شریف بقاء، قائدِ اعظم کے اسلامی افکار: ۳)

عبادات کی حقیقی روح کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے 13 نومبر 1939ء کو عید کے پیغام میں فرمایا:

ہر روز پانچ مرتبہ ہمیں اپنے محلوں کی مسجد میں جمع ہونا پڑتا ہے۔ پھر ہر ہفتے کے دوران ہمیں جمعہ کے دن جامع مسجد میں یکجا ہونا پڑتا ہے۔ پھر سال میں دو بار ہمیں عیدین کی نماز کے لیے سب سے بڑی مسجد یا شہر سے باہر میدان میں اکٹھا ہونا پڑتا ہے اور ان سب کے بعد حج ہے جس کے لیے دنیا بھر کے مسلمان ہر ملک سے سفر کر کے زندگی میں کم از کم ایک بار پہنچتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہماری نمازوں کی ترتیب نہ صرف ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مربوط رکھتی ہے بلکہ اس طرح ہمیں دوسری اقوام کے لوگوں کے ساتھ بھی ملنا جلنا پڑتا ہے۔

(رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظم: ۱۶۴)

اسلام کے ساتھ آپ کی گہری وابستگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کبھی آپ نے اظہارِ فخر کیا تو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت پر کیا قیامِ پاکستان کے بعد 17 اپریل 1948ء کو پشاور کے ایک قبائلی جرگے سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

جو کچھ میں نے کیا ہے، اسلام کے خادم کی حیثیت سے کیا ہے اور جتنا کچھ میری بساط میں تھا، اس کے مطابق اپنی ملت کی مدد کرتا رہا ہوں۔ میری مسلسل کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کردوں اور مجھے توقع ہے کہ عظیم اور شاندار پاکستان کی تعمیرِ نو اور ترقی کا عظیم کام جو ہمارے سامنے ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا محسوس کریں گے کہ حصولِ پاکستان سے جو ہم خدا کے فضل و کرم سے حاصل کر چکے ہیں کہیں زیادہ ہمیں اب اتحاد اور استقامت کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس مشن میں میری پوری مدد کریں گے۔ میں ہر مسلمان سے خواستگار ہوں کہ وہ اپنی سی کوشش کرے اور مسلمانوں میں مکمل اتحاد پیدا کرنے کے لیے میری امداد اور تائید کرے اور مجھے اس بات پر پورا اعتماد ہے کہ آپ اس کام میں پاکستان کے کسی دوسرے فرد یا علاقے سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ ہم مسلمان ایک خدا، ایک کتاب یعنی قرآن حکیم اور ایک نبی پر یقین رکھتے ہیں، اس لیے ہمیں ایک ملت کی صورت میں متحد ہونا چاہیے۔ آپ اس پرانی ضرب المثل سے واقف ہیں کہ اتحاد میں قوت ہے اور نفاق سے ہم گر جاتے ہیں۔

(آغا اشرف، مرقع قائد اعظم: ۶۵)

مذکورہ بالا فرمودات سے آپ کی اسلام سے وابستگی اور قوت ایمانی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کی روحانی، ثقافتی، معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی کو اسلامی معیارات کے مطابق پروان چڑھانے کا کام کیا۔

قائدِ اعظم کی گریہ و زاری:

قائدِ اعظم بہت بڑی شخصیت ہونے کے باوجود نہایت عاجزی و انکساری کا پیکر نظر آتے تھے۔ آپ اکثر خلوت میں خشیتِ الٰہی سے سر بسجدہ گریہ و زاری کرتے۔ مولانا حسرت موہانی قیامِ پاکستان سے پہلے دہلی گئے اور قائدِ اعظم سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ شام کا وقت تھا، مولانا نے اپنی آمد کی اطلاع کرانے کے لیے ملازمین سے کہا مگر ہر ایک نے معذوری ظاہر کی کہ ہم ان کے پاس نہیں جا سکتے۔ اس وقت وہ کسی سے ملاقات نہیں کریں گے۔ مولانا اپنی دُھن اور ارادے کے بڑے پکے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بغیر ملے نہیں جائیں گے۔ نمازِ مغرب کا وقت تھا، مولانا نے کوٹھی کے لان میں نماز ادا کی اور وہیں ٹہلنے لگے پھر سوچا کہ کسی طرح قائدِ اعظم کا پتہ چلا کر بلا اطلاع وہاں پہنچ جائیں۔ یہ سوچ کر کوٹھی کے برآمدوں میں گھوم رہے تھے کہ ایک کمرے سے کسی کے آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ مولانا حسرت موہانی نے خیال کیا کہ قائدِ اعظم اس کمرے میں ہیں اور کسی سے گفتگو میں مصروف ہیں۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک کھڑکی سے اندر جھانکنے کی کوشش کی اور جو کچھ دیکھا وہ مولانا کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

اندر کمرے میں فرش پر مصلیٰ بچھا ہوا تھا، قائدِ اعظم گریہ و زاری میں مصروف تھے۔ زیادہ فاصلے کی وجہ سے ان کے الفاظ صاف سنائی نہ دیتے تھے لیکن اندازہ ہوتا تھا کہ ان پر رقت طاری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گرے بہت بے قراری کے ساتھ دعا و التجا کر رہے ہیں۔

(آغا اشرف، مرقع قائد اعظم: ۶۳)

قائدِ اعظم کا مومنانہ کردار:

قائدِ اعظم مومنانہ کردار کا عظیم نمونہ تھے۔ آپ حق بات پر استقامت کے ساتھ ڈٹ جاتے اور اس سے ذرہ برابر بھی پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ اسلام کی خدمت میں آپ کا کردار مخلصانہ اور وفادارانہ تھا۔ آپ کی حُسن سیرت اور کردار کی پختگی کے بارے میں محترمہ فاطمہ جناح یوں بیان کرتی ہیں کہ:

ان کا خلوص، اعلیٰ صلاحیت، دیانت داری، کردار کی پختگی، انسانی حقوق اور انسانی سرشت کے وقار پر ان کا حقیقی اعتقاد، ان کا عظیم شعورِ انصاف، کمزوریوں اور محرومیوں کا شکار

بنائے جانے والے لوگوں سے ان کی دل سوزی، ان کی میانہ روی اور توازن ایسی خصوصیات تھیں جنہوں نے ان کو اپنے عوام کا مثالی قائد بنا دیا۔ یقینِ محکم اور ناقابل تسخیر جرأت دو ایسی خصوصیات تھیں جنہوں نے پاکستان کے خواب کو تعبیر آشنا بنانے کے لیے ناقابلِ عبور رکاوٹوں کو سر کرنے میں قائدِ اعظم کی مدد کی۔ سالہا سال کے تجربات اور غور وفکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہندوستان کے سیاسی مسائل کا واحد حل یہی ہے کہ اس برصغیر کو تقسیم کیا جائے۔ یہ نتیجہ اخذ کرنے کے بعد وہ کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے فیصلہ سے متزلزل نہیں ہوئے۔ انہیں خدائے پاک، اخلاقی قوت اور اسلام کی شیرازہ بند قوت پر بے پناہ بھروسہ تھا۔ انہیں اپنے عوام پر بھی اعتماد تھا۔

(محمد متین خالد، اسلام کا سفیر: ۵۱)

قائدِ اعظم کے مومنانہ کردار کی اس سے بڑھ کر گواہی کیا ہو گی کہ حصولِ پاکستان کو وہ اپنا کارنامہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ فرماتے:

یہ مشیت ایزدی ہے۔ یہ حضرت محمد ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس سفید سے حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی آج وہ قوم آزاد ہے۔ اس کا اپنا ملک ہے، اپنا جھنڈا ہے، اپنی حکومت ہے، اپنا سکہ ہے، اپنا آئین ہے اور اپنا دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا کوئی اور انعام ہو سکتا ہے۔ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خدا نے رسول اکرم ﷺ سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراطِ مستقیم کو اپنے لیے منتخب کر لیا تو ہم اسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان پر فرض ہے۔ جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کی فراوانی سے بارگاہِ رب العزت میں سجدہ شکر بجا لانے کے لیے فرطِ انبساط سے جھک جاتا ہے۔

(ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر، قائدِ اعظم سیکولر نہیں تھے)

موجودہ پاکستانی عہدیداران کے لیے لمحۂ فکریہ:

مذکورہ بالا تحریر کی رو سے قرآن حکیم کی عظمت، حضور سے عشق و محبت اور اسلامی تعلیمات کا احترام جتنا قائد اعظم کے دل میں تھا اتنا عصر حاضر کے کسی پاکستانی عہدیدار کے دل میں شاید ہی ہو۔ بظاہر انہوں نے اپنے گرد مذہبی تقدس کا ہالہ نہیں بنایا تھا مگر انہوں نے ہمیشہ عوام کے مذہبی جذبات کی پاس داری کی۔ وہ مذہبی رسومات کی نمائش نہیں کرتے تھے مگر دین کی محبت وعقیدت کے جذبہ سے بھر پور سرشار تھے۔ ان کا رجحان، شعور اور نصب العین تعلیمات اسلامی کے عین مطابق تھا۔ وہ جب بھی بات کرتے تو اسلام کے آفاقی اصولوں، مساوات، اخوت، حریت، عدل و انصاف، حق، وقار، خودداری، یگانگت، برداشت، یقین، تنظیم اور ایثار پر زور دیتے۔ انہوں نے پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے جان و مال کی پرواہ کیے بغیر ایک عظیم تاریخ رقم کی۔

مگر صد افسوس موجودہ پاکستانی مملکت کے عہدیداروں نے اسلامی تعلیمات کو پس، پشت ڈال کر اسلام کے نام پر بننے والے ملک کو اپنے دست سفاک سے برباد کر دیا ہے۔ انہوں نے ذاتی وگروہی مفادات کی بھینٹ چڑھ کر ملکی معیشت، سیاست، حکومت اور اسلام کی اساس کو بُری طرح کمزور کر دیا ہے۔ کرپٹ رہنماؤں نے ہوس اقتدار کے نشے میں مست ہو کر ملتِ اسلامیہ کی اقدار کو پامال کر کے بے حیائی، ظلم و جبر، غداری، منافقت، جھوٹ، ضمیر فروشی کو عام کر دیا ہے اور عوام کے حقوق پامال کر کے جمہوریت اور آئین کی دھجیاں اڑا کر وطنِ عزیز کو اشرافیہ کی اسٹیٹ بنا دیا ہے۔

ان سنگین حالات میں پاکستان کو اسلام کا حقیقی قلعہ بنانے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی عہدیداران، قائد اعظم کے فرمودات کی روشنی میں اپنے دگرگوں احوال کا جائزہ لے کر قائد سے عہدِ وفا کریں اور اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں سے توبہ کرتے ہوئے قائد کی دی گئی امانت کی حفاظت کریں جو کہ تقاضائے دین بھی ہے اور پاکستان کی بقاء، ترقی اور تحفظ کرتے ہوئے پھر سے اسی جذبہ کو بیدار کریں جس کے لیے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا تاکہ قائداعظم کا پاکستان مسلم ریاست کے طور پر دنیا میں ابھر سکے۔

☆☆☆☆☆

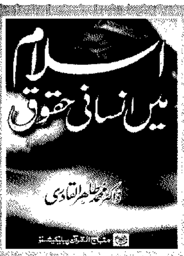

10 دسمبر انسانی حقوق کا عالمی دن

اسلام نے انسانی حقوق کے متعلق انسانیت کو رہنما اصول دیئے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اسلام میں انسانی حقوق کے موضوع پر عظیم الشان کتاب تحریر کی

عابدہ قاسم

پاکستان سمیت دنیا بھر میں ۱۰ دسمبر عالمی انسانی حقوق کے دن (World Human Rights Day) کے طور پر منایا جاتا ہے ۔جس کا بنیادی مقصد دنیا بھر میں انسانوں کو قابل احترام مقام دینا،انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام،عوام میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے اور خصوصا خواتین کو ان کے بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی کا شعور فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں اور خلاف ورزیوں کو اجاگر کرنا ہے ۔انسانی حقوق کا عالمی دن اقوام متحدہ کی طرف سے عالمی سطح پر انسانی وقار برقرار رکھنے اور لوگوں میں انسانوں کے حقوق کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کی غرض سے منایا جاتا ہے، اس خصوصی دن کے حوالے سے محکمہ انسانی حقوق حکومت پاکستان، ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان، تحفظ حقوق انسانی ایسوسی ایشن پاکستان اور دیگر ادارے انسانی حقوق کے تحفظ کا شعور بیدار کرنے کے لئے تقریبات منعقد کرتے ہیں۔

انسانی حقوق پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں۔عصرِ حاضر میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی انسانی حقوق پر لکھی گئی ''اسلام میں انسانی حقوق''بہترین اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ذیل میں بیان کردہ انسانی حقوق کے لئے اسی کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اسلام میں انسانی حقوق:

انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام ،وقار اور مساوات پر مبنی ہے ۔حق کی پاسداری ،انسانی معاشرے میں باہمی حقوق کا احترام اور اعلیٰ اقدار کا قیام و فروغ اسلامی تعلیمات کی بنیادی روح ہے۔ انسانی حقوق دورِ جدید کا اہم ترین موضوع ہے تاہم اسلام دنیا کی وہ واحد تہذیب ہے کہ جس کے لئے انسانی حقوق ہرگز کوئی نیا تصور نہیں ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (القرآن،۱۷:۷۰)

''اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔''

سب سے بنیادی حق زندگی کا ہے اسلام نے انسانی زندگی کے تقدس پر بہت زور دیا ہے ۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ (القرآن،۵:۳۲)

''جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے

(معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)۔''

انسانی حقوق کا عالمی چارٹر خطبہ حجۃ الوداع:

اسلام سے قبل تاریخ عالم کا جائزہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ مختلف اقوام وملل کے عروج و زوال اور انحطاط کے عمل میں حقوق انسانی کے احترام اور استحصال و استبداد کے کلچر کا مرکزی کردار رہا ہے ۔اسلام دین فطرت ہوتے ہوئے حقوق انسانی کی پاسداری اور احترام کی تعلیم دیتا ہے ۔باہمی حقوق کے احترام سے معاشرے میں امن وسکون اور محبت و مودت کو فروغ ملتا ہے لیکن حقوق کی پامالی کے نتیجہ میں نفرت،انتشار اور جنگ و جدل کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے ۔

آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے انسانیت گمراہی و تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں کا شکارتھی۔ انسانی حقوق کی حرمت پامال اور اور کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہ تھی ہر طرف خوف، دہشت،اور استحصال کا راج تھا خوں ریزی،ظلم وستم اور نہ ختم ہونے والی قبائلی وملکی جنگوں نے انسانی عظمت وعصمت کو تار تار کر دیا۔خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے انسانیت کی عظمت، احترام اورحقوق پر مبنی ابدی تعلیمات اور اصول عطا کئے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی انسانیت نوازی اور تکریم انسانیت کی تعلیمات سے عبارت ہے۔تاہم آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں انسانی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ حجۃ الوداع کوکلیدی حیثیت حاصل ہے۔

1۔مساوات انسانی کا تصور:

حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح الفاظ میں اعلان فرمایا:

یا ایها الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمرعلی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی.

''اے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام)ایک ہے ۔کسی عرب کو غیر عرب پر اور کسی غیر عرب کو عرب پرکوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی سفید فام کو سیاہ فام پر اور نہ سیاہ فام کو سفید فام پر فضیلت حاصل ہے سوائے تقویٰ کے۔'' (الازہری،محمد کرم شاہ،ضیاء النبی ،ج ۴،ص۷۶۹)

انسانی معاشرہ افراد کے مابین موجود روابط پر مشتمل ایک ایسی سماجی اکائی ہے جو افراد کے مابین باہمی ذرائع و مقاصد کے رشتہ سے قائم ہوتی ہے۔ اسلام سے قبل کا معاشرہ طرح طرح کے معاشرتی عیوب اور نقائص کا شکار تھا۔آپ ﷺ کے تعلیم کردہ انسانی حقوق کے تصور سے عرب معاشرہ ان اعلیٰ معاشرتی روایات سے بہرہ ور ہوا:

۱۔تکریم انسانیت ۲۔مساوات

۳۔آزادی ۴۔عدل ۵۔رواداری

۱۔تکریم انسانیت:

جملہ انسانی حقوق کی بنیاد انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر ہے جب تک من حیث العموم شرف انسانیت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا ،انسانی حقوق کے احترام اور ان کی ایک نظام کے طور پر ادائیگی رو بہ عمل نہیں ہوسکتی۔ رنگ ونسل اور وطن و زبان کی بنیاد پر تمام معیارات بے معنی و بے وقعت قرار دیتے ہوئے ان تمام حوالوں کو اضافی وتعارفی قرار دیا گیا ہے ۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ. (القرآن،۴۹:۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو، بے شک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔

۲۔مساوات:

تکریم انسانیت کی تعلیم کا لازمی نتیجہ معاشرتی مساوات ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ انسانی حقوق کے تصور نے عرب معاشرے کو مساوات کی وہ انقلاب آفریں تعلیم عطا کی جس سے نسلی وقبائلی برتری کے تمام بت پاش پاش ہو گے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَـٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا۟ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَـٰفِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ. (القرآن،۶:۱۳۲)

اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے لحاظ سے درجات (مقرر) ہیں، اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ انجام دیتے ہیں۔

۳۔آزادی:

حضور نبی اکرم ﷺ نے رب ذوالجلال کی وحدانیت کی تعلیم عطا کر کے انسانیت کو ہر نوع کی غلامی و بندگی سے ہمیشہ کے لئے آزادی عطا کر دی۔اسلامی معاشرے میں ہر شخص کو اپنے حقوق سے فائدہ اٹھانے کی پوری آزادی عطا کی گئی بایں شرط کہ اس کی آزادی سے کسی دوسرے فردِ معاشرہ کے حقوق اور شریعت کی مقرر کردہ حدود متاثر نہ ہوں۔

۴۔عدل:

عدل کے بغیر کوئی بھی معاشرہ صحت مند انداز سے فروغ پذیر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس معاشرے میں انسانی حقوق کی کما حقہ ادائیگی ممکن ہے ۔حضور نبی اکرم ﷺ نے عدل کا کثرت سے ذکر فرمایا۔قرآن حکیم نے اکثر مقامات پر قیام عدل پر زور دیا:

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف (القرآن،۲۹:۷)

فرما دیجیے: میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔

۵۔رواداری:

جب تک کسی معاشرے میں برداشت اور رواداری کا رویہ موجود نہ ہو وہاں انسانی حقوق کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ برداشت اور رواداری کا رویہ موجود نہ ہو وہاں انسانی حقوق کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ برداشت اور رواداری ہی دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق کے احترام کا جذبہ پیدا کرتی ہے حضور اکرم ﷺ نے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہر سطح پر برداشت اور روادری کی تعلیم دی۔ انفرادی سطح پر رواداری کی اہمیت قرآن حکیم نے یوں بیان کی:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. (القرآن،۱۳۴:۳)

یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

2۔زندگی کا حق:

’’لوگو!تمہارے خون و مال اورعزتیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر قطعاحرام کر دی گئی ہیں۔ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجۃ) کی خاص کراس شہر میں ہے۔

3۔حقوق کی ادائیگی کا حکم:

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:’’قریش کے لوگو ایسا نہ ہو کہ اللہ کہ حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہواور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔‘‘

4۔نسلی تفاخر کا خاتمہ:

’’قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر ومباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔‘‘

5۔مال کے تحفظ کا حق:

’’اگرکسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔‘‘

6۔معاشی استحصال سے تحفظ کا حق:

’’اب دور جاہلیت کا سود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبد المطلب کے خاندان کا سود ہے،اب یہ ختم ہوگیا۔‘‘

7۔وراثت کا حق:

’’لوگو! خدا نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا، اب کوئی کسی وارث کے لئے وصیت نہ کرے۔‘‘

8۔لا قانونیت کا خاتمہ:

’’دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پاؤں تلے روند دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب

کالعدم ہیں ۔پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں ،میرے اپنے خاندان کا ہے ۔ربیعہ بن حارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا اب میں معاف کرتا ہوں۔''

9۔معاشرتی شناخت کا حق:

'' جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہو گی۔''

10۔ملکیت کا حق:

''کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے ،سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے ۔خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔''

11۔خاوند اور بیوی کے باہمی حقوق:

''عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے ۔دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں ۔اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں ۔عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں،کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ۔''

12۔خواتین کے حقوق:

''عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں ۔چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔''

13۔قانون کی اطاعت:

''میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر اس پر قائم رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اور وہ خدا کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔''

14۔خادموں کے حقوق:

''اپنے غلاموں کا خیال رکھو،ہاں غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو،ایسا ہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔''

15۔انصاف کا حق:

''آگاہ ہو جاؤ!اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہو گا ۔آگاہ ہو جاؤ!اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔''

16۔اللہ کے حقوق:

''لوگو!اپنے رب کی عبادت کرو،پانچ وقت کی نماز ادا کرو ،مہینے بھر کے روزے رکھو،اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو،اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہلِ امر کی اطاعت کروتو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

خاتم الانبیاء سرور کائناتﷺ نے مندرجہ بالاخطبہ حجۃ الوداع میں احترام انسانیت اورحقوق وفرائض کا جو فلسفہ پیش کیا ہے اس پر سختی سے عملدر آمد کر کے ہی نہ صرف مسلمانان عالم بلکہ پوری دنیا مثالی اور پر امن معاشرے کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ حضورﷺ نے اس خطبے میں ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دین اور ہدایت چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے بدقسمتی سے آج ہم قرآن وسنت سے دور ہو گئے ہیں اگر ہم اپنی موجودہ پستی و زوال کے اسباب پر غور کریں اور سوچیں کہ آج اہلِ ایمان ترقی کی دوڑ میں کیوں پیچھے ہیں ؟ کیا وجہ ہے کہ ماضی کے مسلمان فاتح حکمران اور ان کی عظمت کی داستانیں ماضی کا حصہ بن گئی ہیں؟دراصل قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا عروج قرآن اور سنتِ نبی کریمﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کے باعث تھا۔

آیئے اب ہم عہد کریں کہ ہم قرآن اور سنتِ نبویﷺ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر انشاء اللہ حال کو ماضی سے بہتر اور مستقبل کو حال سے بہتر بنائیں گے۔ ☆☆☆☆☆

اسلام اور معاشی استحکام

معاشی اعتبار سے مضبوط قومیں دنیا میں باوقار ہیں

اسلام نے فرد اور ریاست کے معاشی استحکام کا جامع نظام عطاء کیا

حسن انتظام کو معاشی ترقی میں وہی اہمیت حاصل ہے جو عسکری برتری میں تربیت کو

سمیعہ اسلام

اسلام بنی نوع انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ یہ تمام کا تمام حق ہے اور اسے اللہ بزرگ و برتر کے پسندیدہ دین ہونے کا اعزاز حاصل ہے خود اللہ رب العزت نے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

"بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔"

یہ طریقہ حیات اپنے اندر مکمل ضابطہ حیات اور ہر شعبہ زندگی کے جامع ،واضح اور قابلِ عمل قواعد وضوابط لیے ہوئے ہے۔ یہ ایک طرف عقائد وعبادات کی نشاندہی کرتا ہے تو دوسرے طرف معاملات کے شعبہ میں مکمل ہدایات فراہم کرتا ہے۔ معاملات کے شعبہ میں اقتصادیات کا شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس لیے اسلام نے اس شعبہ سے صرفِ نظر نہیں کیا بلکہ معاشیات میں اس کے بنیادی تصورات و اصول دوسرے معاشی نظاموں سے مختلف ہیں۔ یہ افراط وتفریط کو رد کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ دکھاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا معیشت کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ

"اور بیشک ہم نے تم کو زمین میں تمکن وتصرف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمہارے لیے اسبابِ معیشت پیدا کیے"۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو معاشی جہدوجہد کا ایک ایسا نظام قائم کرسکتا ہے جو مادّی ترقی اور روحانی ترقی میں ایسی ہم آہنگی پیدا کردے گا جس کی مثال ساری تاریخ انسانی میں سوائے نظام اسلامی کے کہیں نہیں مل سکتی ۔ سرکار دوعالم ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ اس کے دیے ہوئے معاشی نظام کو نافذ کر کے بھی دکھایا جو کہ اس قدر مضبوط اور مستحکم نظام تھا کہ آج بھی اس کی مضبوطی اسی شد ومد کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ اگر کوئی ریاست آج بھی اس کو اپنا لے تو وہ ریاست مدینہ کی مانند نہ صرف معاشی ترقی بلکہ معاشی استحکام بھی حاصل کرسکتی ہے۔

اسلامی فکر اور معاشی فکر صدیوں سے انسانی زندگی کی آبیاری کر رہے ہیں مگران دھاروں کا ملاپ جس طرح بیسویں صدی میں ہوا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ معاشی فکر پر اب جو کتابیں لکھی جارہی ہیں وہ ابن خلدون کے اضافوں کا اعتراف کرتی ہیں جو آدم اسمتھ سے تقریباً ۴۰۰ سال پہلے گزرے تھے۔ معاشیات کی نسبت سے اس علم کا امتیاز یہ ہے کہ انسان کی معاشی زندگی کو سمجھنے اور اسے سدھارنے ،دونوں کاموں میں اس بصیرت سے بھی کام لیتا ہے جو ہدایت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

انسانوں کی اکثریت معاشی کشادگی اور خوشحالی کی متمنی ہے اور لوگوں کی اکثریت کی مصروفیات اور مستقبل کی خواہشات کا بہت زیادہ تعلق معاشی استحکام کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ بہت سے لوگ معیشت کو بہتر بنانے کے لیے بہت تگ و دو کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کو زندگی بھر وہ معاشی کشادگی حاصل نہیں ہوتی جس کے

وہ متمنی ہوتے ہیں۔اس کے بالمقابل بہت سے لوگ خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔بعض لوگ معاشی کشادگی کے لیے حرام اور ناجائز راستے کو اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔جبکہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے وہ اپنی خواہشات اور تمناؤں کے باوجود رزقِ حلال کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔حصولِ رزق کے حوالے سے سب سے پہلی بات جس کو ذہن نشیں کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو رزق فراہم کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ہے۔قرآن مجید کی درج ذیل آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے:

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا ‌ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ(ھود: ٦)

"اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا (جاندار) نہیں ہے مگر (یہ کہ) اس کا رزق اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو اور اس کے امانت رکھے جانے کی جگہ کو (بھی) جانتا ہے ،ہر بات کتابِ روشن (لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے۔"

اسلام ہر فرد کو شریعت کے حدود میں رہ کر اپنی روزی کمانے کا حق دیتا ہے تاہم اس آزادی کا تصور ذمہ داری کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ ہر شخص اپنے پیشے میں حلال و حرام کے مابین فرق کرسکتا ہے۔اسلام نہ ذاتی ملکیت کے خلاف ہے نہ ہی نفع کمانے سے منع کرتا ہے۔اسلام کا مطمع نظر معاشی عدل ہے۔جب سوسائٹی عیش وعشرت میں مبتلا ہوکر فضول خرچیاں نہ کریں بلکہ اپنی اضافی دولت کو غریبوں اور محروموں کے تعاون میں لٹائیں گے تو ایک محنتی ،بے غرض اور ایماندار معاشرہ میں ہمیشہ دولت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اسلامی تاریخ بشمول ہندوستان کا مسلم دورِ حکومت ،ایسی مثالوں سے مزین ہے کہ وقف کردہ جائیدادوں کے ذریعے اسکول ،ہسپتال،دوسرے سماجی اور رفائے عام کے ادارے بنائے گئے۔ہمارا مذہب دوقسم کے انسانوں پر رشک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ایک وہ جس کو اللہ قرآن و دین کا علم عطا کیا ہو اور وہ اسے دوسروں تک پہنچاتا ہو۔

علامہ اقبال ایک عظیم فلاسفر، شاعر اور دانشور تھے جن کی شاعری اور افکار آج بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

" سیاسی اور معاشی استحکام کے بغیر خودی کی حفاظت ممکن نہیں "۔

معاشی استحکام غلبہ دین کی جدوجہد کے لئے ایندھن کا کام کرتا ہے۔اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس دین کو غالب کر کے رہے گا بس دیکھنا یہ کہ کون اس میں خلوصِ نیت سے حصہ لیتا ہے۔

"وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اوردینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُس کو پوری جنس دین پر غالب کردے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے"۔(الفتح:۲۸)

اگر کوئی قوم معاشی استحکام حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے اسلام کے دیے ہوئے سنہری اصولوں کو اپنانا ہوگا۔غربت جو کہ ملکی معیشت کے استحکام کے لیے ناسور بنی ہوئی ہے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ اسلام کے نزدیک غریبی محض ایک سماجی روگ ہے لیکن ایسا روگ بھی نہیں جس سے پیچھا چھڑانا سخت دشوار رہو، بلکہ جس طرح عام جسمانی امراض کا علاج مناسب تدابیر سے ہوجاتا ہے۔ اگر ملت کے صنعت کار اور سرمایہ کار اور دوسرے با صلاحیت تاجر اپنی جد وجہد میں ملت کے پچھڑے ہوئے افراد اور وسائل سے محروم نوجوانوں کو اپنے ساتھ ساتھ اونچا اٹھانے کا منصوبہ بنائیں اور ساتھ ہی عدل احسان کی روش اختیار کریں تو یہ طرزِ عمل ملت کے متعدد مسائل کا حل بھی فراہم کرے گا اور ایک ایسا سماج بھی وجود پذیر ہوگا جو انسانی اور اخلاقی قدروں پر استوار کیا جائے گا۔ اس کے اثرات ملک کے عام سماج پر بھی پڑیں گے۔ہم اپنے ارب پتیوں اور کھرب پتیوں کو سیرت رسول ﷺ اور اقوالِ رسول ﷺ کی روشنی میں اس کے لئے تیار کریں کہ وہ دنیا کو خیر باد کہنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ دولت راہِ خدا میں دے جائیں ۔یہ احسان اور عدل کی ایسی پکار ہے جو عام افراد کی مادی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ ان کو روحانی اور اخلاقی سکون سے بھی ہمکنار کرسکتی ہے۔مسلمان نوجوان اس کشمکش میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کرنا ہو گا۔جو بھی ہنر،کام یا پیشہ اختیار کریں اس میں اچھی طرح مہارت حاصل کرے تاکہ اپنے کام، پیشے اور منصب کے ساتھ ساتھ پورا پورا انصاف کرسکیں اور جو بھی ذمہ داری سونپی جائے

اسے اچھی طرح نبھا سکیں۔

موجودہ صدی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا میں وہی قومیں حکمرانی کریں گی جو معاشی و اقتصادی طور پر مضبوط ہوں اور عالمی طاقتوں نے بھی یہ بات سمجھ لی ہے کہ اب دنیا کو لوہے کے ہتھیاروں سے نہیں بلکہ معاشی ہتھیاروں سے زیر کیا جاسکتا ہے۔ جاپان، فرانس، سعودی عرب، جرمنی، مراکو اور ملائیشیاء وغیرہ کم فوجی طاقت رکھنے کے باوجود مضبوط معاشی طاقت ہیں اور اب تھائی لینڈ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک بھی اپنی معاشی سرگرمیوں سے مضبوط ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے سالوں میں دنیا میں معاشی ترقی کو ہی ترقی کا معیار سمجھا جائے گا۔

Business Management

حسنِ انتظام اور تدابیر کو معاشی ترقی میں بھی وہی اہمیت حاصل ہے جو سیاسی اور عسکری برتری کے لیے لازم سمجھی جاتی ہے۔ معاشی بہتری کے لئے حسنِ انتظام اور تدبر کو جدید اصطلاح میں Business Management کہتے ہیں جو صنعت و تجارت اور فرد کی معاشی بہتری میں سرمایہ سے کمتر اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ سرمایہ اہم ضرور ہے لیکن وہ اقدام نہیں ہے بلکہ انسانی کاوش اور اس کا حسنِ انتظام اور اس کی تدابیر اقدام ہیں۔

معاشی استحکام کی تعلیم و تربیت:

یہ دور مسابقت کا ہے۔ یہاں جو تیز دوڑ سکتا ہے، وہ کامیاب ہوتا ہے۔ جو وسائل کو استعمال کرنے میں سب سے زیادہ زیرک ہوتا ہے وہ دولت بھی زیادہ کما سکتا ہے، اس لئے ملّت اسلامیہ کو صرف دینوی تعلیم حاصل نہیں کرنا ہے بلکہ اس کو تعلیم اور فنی مہارت کی اس دوڑ میں مسابقت بھی کرنا ہے تا کہ وہ اپنے سے زیادہ توانا اور صحت مند گروہ کو اس اکھاڑے سے پچھاڑ سکے۔

اسی مقصد کے لئے انٹرپریزشپ کی تعلیم بزنس کی معلومات، مہارت اور تحریک پیدا کرنے کیلئے مہیا کرائی جانی چاہیے۔ انٹرپریزشپ کے کورسز کے بارے میں بیداری بہت کم ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی سطح پر مسلم چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کا قیام عمل میں لایا جائے، ایمپلائز اسوسی ایشن، سیلف ہیلپ گروپس کی تشکیل، مزدوروں کی تنظیمیں بنائی جائیں۔ انٹرپریز شپ کی تربیت اور گائیڈنس کے اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے، جو کہ بزنس کی پروجیکٹ رپورٹ تیار کرنے میں، بزنس کو ڈیولپ کرنے میں اور مفت مشاورتی خدمات فراہم کریں اور تیار شدہ مال کو بازار میں فروخت کرنے میں مدد کریں۔ مختلف کورسز، سیمینارز، ورکشاپس، مخصوص طویل مدتی اور مختصر مدتی بزنس ڈویلپمنٹ تربیتی پروگرامز کے انعقاد کو ممکن بنایا جائے۔ قرضہ حسنہ یا بلاسودی قرض سے غریب مسکین عوام کی مدد کی جائے تا کہ ان کو بینک سے یا کسی اور ذریعے سے بھاری سود پر قرضے لینے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ صنعت و تجارت اور تعلیم کے لئے قرضہ حسنہ دے۔

معاشی استحکام کیسے ممکن؟:

معاشی بہتری اور استحکام کے لئے بڑے بڑے کارخانے، قیمتی مشینیں اور وسیع پیمانے پر کاروبار اور خدمات فراہم کرنا ضروری ہیں۔ جن کے لئے بہت زیادہ سرمایہ درکار ہوتا ہے، مگر یہ ناگزیر شرائط نہیں ہیں کہ ان کے لئے بہت انویسٹمنٹ کرنا ہی لازم قرار پائے۔ ایسی سیکڑوں مصنوعات ہیں جن میں نسبتاً نہایت قلیل سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ ان مصنوعات کو بہتر طریقے سے چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں بنایا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت وقت اپنے عوام کو کاروبار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرے اور ملک کا کوئی ایک بھی فرد ایسا نہ ہو جو ملکی معیشت کی ترقی میں اپنا حصہ نہ ڈالے، تب ہی ممکن ہے کہ ملک پاکستان معاشی ترقی کی راہ سے گزرتا ہوا معاشی استحکام کی منزل کی طرف گامزن ہو سکے۔

☆☆☆☆

﴿مبارکباد﴾

ہم منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی کی تنظیمات کو عظیم الشان سالانہ میلاد کانفرنس کے کامیاب انعقاد اور خواتین کی کثیر تعداد میں شرکت پر مبارکباد پیش کرتی ہیں۔

(منجانب: مرکزی منہاج القرآن ویمن لیگ)

حضور غوث الاعظمؒ ولیوں کے تاجدار ہیں

سلطان الاولیاء بانی سلسلہ قادریہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سیدنا غوث الاعظمؒ کے مقام و مرتبہ اور حالات زندگی پر خصوصی تحریر

| صائمہ نور |

سلسلہ نبوت حضرت آدمؑ سے شروع ہوکر حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت پر تکمیل کو پہنچا لیکن اصلاح احوال کے لیے ہر دور میں کسی ایسی ہستی کی ضرورت رہی جو امت کے احوال بدل دے۔ تمام اولیاء کرام اور اہل کشف و وجدان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی امت میں صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیت کا مقام و مرتبہ مسلمہ ہے۔ اسی طرح حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امت کے اولیاء و عرفاء میں حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو سیدالمرسلین خاتم النبیین حضور ﷺ کا انبیاء و رسل میں ہے بقول اعلیٰ حضرتؒ:

حضور نبی اکرم ﷺ نبیوں کے تاجدار ہیں اور آپ ولیوں کے تاجدار ہیں، سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت بے مثال اور آپ کی ولایت باکمال، سیدالانبیاء کے معجزات بے شمار اور آپ کی کرامات بے شمار، حضور ﷺ کے امتیوں کی تعداد سب سے زیادہ اور آپ کے مریدوں کی تعداد سب سے زیادہ، حضور ﷺ کا کمال خدا کا کمال اور آپؒ کا کمال مصطفی ﷺ کا کمال، حضور ﷺ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور آپ کو دیکھ کر مصطفی ﷺ یاد آتے ہیں۔

ولادت:

آپ کی پیدائش شب اول رمضان ۴۷۰ھ بمطابق 17 مارچ 1078 عیسوی میں ایران کے صوبہ کرمانشاہ کے شہر مغربی گیلان میں ہوئی جس کو کیلان بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے آپ کا ایک نام شیخ عبدالقادر گیلانی بھی ماخوذ ہے۔

ایام شیر خواری میں احترام رمضان المبارک:

آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرے فرزند ارجمند عبدالقادر جب پیدا ہوئے تو وہ رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے پھر انتیس ماہ رمضان کو جب مطلع صاف نہ تھا اور بدلی کی وجہ سے لوگ چاند نہ دیکھ سکے، تو صبح کو لوگ میرے پاس پوچھنے آئے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالقادر نے دودھ پیا یا نہیں میں نے کہلا بھیجا کہ نہیں پیا جس سے انہیں معلوم ہوا کہ آج رمضان کا دن ہے۔ جیلان کے تمام شہروں میں اس بات کی شہرت ہوگئی تھی کہ شرفائے جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔

بچپن میں ولایت کا حال معلوم ہونا:

آپ سے کسی نے پوچھا: کہ آپ کو یہ بات کب سے معلوم ہے کہ آپ اولیاء اللہ سے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب میں اپنے شہر میں بارہ برس کی عمر کا تھا اور پڑھنے کے لیے مکتب جایا کرتا تھا تو میں نے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھا تھا اور جب میں مکتب میں پہنچتا تو میں انہیں کہتے سنتا کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

حصولِ علم:

جب آپ نے دیکھا کہ علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف فرض ہی نہیں بلکہ وہ نفوس مریضہ کے لیے صفائے

کلی ہے وہ پرہیزگاری کا ایک سیدھا راستہ اور پرہیزگاری کی ایک محبت اور واضح دلیل ہے وہ یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ و انسب ہے تو آپ نے اس کو حاصل کرنے میں جلد کوشش کی اور اس کے تمام اصول و فروع کو دور و قریب کے علمائے کرام و مشائخ عظائم و ائمہ اعلام سے نہایت جدوجہد سے حاصل کیا۔

ضبطِ نفس:

شیخ عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے کئی روز تک کھانا نہیں کھایا۔ اتفاق سے میں محلّہ شرقیہ میں چلا گیا وہاں مجھے ایک شخص نے چٹھی دی جسے میں نے لے لیا اور ایک حلوائی کو دے کر حلوہ پوریاں لے لیں اور اپنی اس سنسان مسجد میں گیا جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا میں نے یہ حلوہ پوری لے جا کر محراب میں اپنے سامنے رکھ دیا اور اب یہ سوچنے لگا کہ یہ میں کھاؤں یا نہیں۔ اتنے میں میری نظر ایک پرچہ پر پڑی جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا میں نے اس کاغذ کو اٹھا لیا اس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض اگلی کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ خدا کے شیروں کو خواہشوں اور لذتوں سے کیا مطلب، خواہشیں اور لذتیں تو ضعیف اور کمزور لوگوں کے لیے ہیں تاکہ وہ اپنی خواہشوں اور لذتوں کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الٰہی کرنے میں تقویت حاصل کریں۔ میں نے یہ کاغذ پڑھ کر اپنا رومال خالی کرلیا اور حلوہ پوری کو محراب میں رکھ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر چلا آیا۔

صبر و استقلال:

شیخ ابو عبداللہ تجار نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گذرا کرتی تھیں اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ فرماتے ہیں جب وہ مجھ پر بہت ہی زیادہ گزرنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور یہ آیہ کریمہ **فان مع العسر یسرا** پڑھتا یعنی بے شک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ پھر میں آسانی سے سر اٹھاتا تو میری ساری تکلیفیں دور ہو جاتیں۔

تزکیہ نفس:

مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض بھی باقی ہیں اور اس کی خواہش ابھی زندہ ہے اور اس کا شیطان سرکش ہے تو سال بھر تک میں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اس کی خواہش مرگئی اور اس کا شیطان مسلمان ہوگیا اور اب اس میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا۔

حلیہ مبارک:

شیخ القدسیؒ بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نحیف البدن اور میانہ قد تھے۔ آپ کی بھنویں باریک اور ملی ہوئی تھیں آپ کا سینہ چوڑا تھا، ریش مبارک بھی بڑی اور چوڑی تھی، آپ کی آواز بلند تھی، مرتبہ عالی اور علم وافر رکھتے تھے۔

خصائل حمیدہ:

آپ کی ذات مجمع البرکات میں صفات جمیلہ و خصائل حمیدہ جمع تھے حتیٰ کہ انہوں نے بیان کیا کہ آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا۔ بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بہ نسبت کلام کرنے کے آپ کا سکوت زیادہ ہوتا تھا۔ اپنے مدرسے سے جمعہ کے دن کے سوا کبھی نہ نکلتے تھے۔ آپ کے دست مبارک پر بغداد کے معزز لوگوں نے توبہ کی اسی طرح سے بڑے بڑے یہودی اور عیسائیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہوکر کہہ دیا کرتے اور اس کی تاکید اور ظالموں کی مذمت کیا کرتے تھے۔

وفات / وصال:

حضور غوث اعظمؒ کی حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گذرا اور وہیں پر آپ کا وصال ہوا اور وہیں پر ہی آپ کا مزار مبارک ہے جس کے گرد عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمال عقیدت کے ساتھ طواف زیارت کرتے اور فیوض و برکات سمیٹتے ہیں۔☆☆☆☆☆

صبر و برداشت کامیاب زندگی کی کنجی ہے

صبر کی سواری کو کبھی ٹھوکر نہیں لگتی

ایمان والوں کو صبر اور نماز کے ذریعے اللہ سے مدد طلب کرنے کی ترغیب دی گئی ہے

ایمان کے لیے صبر جسم کے لیے سر کی طرح ضروری ہے: اقوال صوفیاء

منورہ فاطمہ

صبر مقامات صوفیاء میں سے پانچواں مقام ہے۔ صبر و تحمل ایسی گراں قدر نعمت ہے کہ جو نہ صرف بے پناہ مسائل سے نجات دلانے کا باعث ہے بلکہ اس کی بدولت ہم اچھی طرح زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ آج ہم نے اپنی انفرادی، اجتماعی اور سماجی زندگی میں صبر کا دامن چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں بہت سی مشکلات مصائب اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم زندگی کے ہر پہلو میں صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قرآن میں صبر کی تلقین:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. (البقرہ، ۲: ۱۵۳)

’’اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے‘‘۔

حدیث مبارکہ میں صبر:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الصبر عند الصدمة الاولیٰ. ’’صبر پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے‘‘۔

یعنی جب اچانک پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اس وقت جو صبر کیا جائے وہ افضل ہے۔

صبر کی قسمیں:

۱۔ بندے کا ان کاموں پر صبر جو اس کے اختیار میں ہیں۔

۲۔ ان کاموں پر صبر جو اس کے اختیار میں نہیں۔

بعد ازاں حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے صبر کی حقیقت پوچھی تو فرمایا: آنے والی مصیبت کے ٹل جانے تک رضائے الٰہی کی خاطر تکالیف برداشت کرتے رہنا صبر ہوتا ہے۔

صبر کے بارے میں اقوال صوفیاء:

☆ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں:

ایمان کے لیے صبر اس طرح ہے جس طرح جسم کے لیے سر (ضروری) ہے۔ آپ نے مزید فرمایا صبر ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔

☆ حضرت جنید بغدادیؒ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

منہ چڑھائے بغیر کڑوی چیز کا گھونٹ بھرنا (صبر) ہے۔

☆ حضرت ابن عطاؒ فرماتے ہیں:

صبر یہ ہے کہ مصیبت کے وقت حسن ادب کے ساتھ قائم رہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے صبر کی حقیقت پوچھی تو فرمایا: آنے والی مصیبت کے ٹل جانے تک رضائے الٰہی کی خاطر تکالیف برداشت کرتے رہنا صبر ہوتا ہے

☆ حضرت عمرو بن عثمانؒ فرماتے ہیں:

اللہ کے احکام پر ثابت رہنا اور اس کی آزمائش کو خندہ پیشانی اور سکون کے ساتھ قبول کرنا صبر ہے۔

☆ حضرت علی بن عبداللہ بصریؒ فرماتے ہیں:

ایک شخص حضرت شبلیؒ کے پاس کھڑا ہوا اور پوچھا کہ صبر کرنے والوں پر کون سا صبر زیادہ سخت ہے۔ کیا اللہ کی اطاعت میں صبر کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے؟ فرمایا نہیں۔ اُس نے پوچھا: اللہ کے لیے صبر کرنا مشکل ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پوچھا: اللہ کے ساتھ صبر کرنا مشکل ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا یہ کون سا صبر مشکل ہے؟ حضرت علیؒ نے فرمایا: اللہ کسی کو قرب عطا کرنے کے باوجود دور کردے لیکن وہ پھر بھی صبر کرے۔ یہ کہنے کے بعد حضرت شبلیؒ نے چیخ ماری اور گریہ وزاری کا یہ عالم ہوا کہ یوں لگتا تھا آپ کی روح پرواز کرجائے گی۔

☆ حضرت ابوسلیمانؒ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم تو اپنی پسندیدہ چیزوں پر صبر نہیں کرسکتے ناپسندیدہ پر کیسے کرسکتے ہیں۔

صابر کی اقسام:

حضرت ابن سالمؒ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''صابر تین طرح کے ہوتے ہیں متصبر، صابر اور صبار۔

i۔ متصبر وہ ہوتا ہے جو اللہ کے بارے میں صبر کرتا ہے یہ کبھی تو صبر کرلیتا ہے اور کبھی نہیں کرسکتا، اس کا صبر تو ویسے ہی ہوتا ہے جسے حضرت قتادؒ سے صبر کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے بتایا:

''اللہ کی روکی ہوئی چیزوں سے ہرصورت منہ موڑ لینا اور جن کا اس نے حکم دیا ہے ان پر ہمیشہ عمل کرنا''۔

ii۔ صابر وہ ہوتا ہے جو اللہ کے بارے میں اور اللہ کے لیے صبر کرے مگر بے چینی نہ دکھائے۔

iii۔ صبار وہ بندہ ہوتا ہے جو بہت زیادہ صبر کرنے والا ہو۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں عیادت کے لیے ایک مریض کے پاس گیا تو دوران گفتگو وہ کراہنے لگا میں نے کہا:

''ایسا شخص جو اللہ کی طرف سے قلیل ہی ضرب برداشت نہیں کرسکتا وہ اللہ سے سچی محبت کب کرے گا''۔

حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میری اس بات پر اُس نے کہا: اس شخص کی محبت بھی سچی نہیں جو اللہ کی طرف سے ضرب لگنے پر لذت محسوس نہ کرے۔

☆☆☆☆☆

مبارکباد

ہم 36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کے کامیاب انعقاد اور خواتین کی کثیر تعداد میں شرکت کو یقینی بنانے پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی جملہ تنظیمات خصوصاً لاہور ڈویژن، سنٹرل پنجاب اور شمالی پنجاب کی تنظیمات کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتی ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت خدمت دین کے لیے کی جانے والی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(منجانب: مرکزی ٹیم منہاج القرآن ویمن لیگ)

گلدستہ

صبر کا انتقام اللہ خود لیتا ہے

موت کو قریب نہ سمجھنا اور اعمال صالحہ میں کوتاہی تباہی ہے

حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ کے اقوال

مرتبہ: ماریہ عروج

حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردیؒ:

آپ سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ آپ 536ھ میں عراق کے قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے باعث اس قصبے کو شہرت ملی۔

آپ نے سلوک کی منازل اپنے چچا شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کے زیر سایہ طے کیں۔ آپ کے چچا حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ ایک دن آپ کو لے کر بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شہاب الدین علم الکلام سے بہت شغف رکھتا ہے۔ مدعا یہ تھا کہ بھتیجا کلامی بحثوں میں الجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی معارفت میں مقام حاصل کرے۔ سیدنا غوث الاعظمؒ نے آپ سے کتابوں کے نام دریافت کیے پھر اپنا دست اقدس سینے پر رکھا تو علم الکلام کے سارے مسائل بھول گئے اور قلب باطنی علوم سے منور ہوگیا۔

آپ نے خلیج فارس کے جزیرہ عبادان میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ عرصہ دراز تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ بیس ابدال کی صحبت سے بہرہ یاب ہوئے۔ حج کی سعادت کئی بار نصیب ہوئی۔ بیت اللہ شریف میں کئی سال گزارنے کے بعد بغداد واپس آئے اور وہیں 632ھ میں وصال فرمایا۔

ایک مرتبہ فرمایا: مبتدی سالک کو دنیا داروں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ ان سے تعلق رکھنا زہر قاتل ہے۔

مبتدی سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزانہ قرآن حکیم کی تلاوت کرے اور کچھ قرآن حفظ بھی کرے۔ جس شخص نے تلاوت کو اپنی خلوت میں لازم کرلیا اور اس کی پابندی کی تو یہ اسے نماز کی طرح یکساں فائدہ دے گی۔ بشرط یہ کہ جب زبان سے تلاوت کرے تو زبان کو کسی دوسرے کلام میں مشغول نہ کرے، اسی طرح جب قرآن کا معنی قلب میں کرے اور اسے حدیث نفس سے نہ ملائے، استقامت و مداومت سے یہ عمل بجا لاتا رہے تو ارباب مشاہدہ میں سے ہوجائے گی۔

حضرت ذوالنون مصریؒ:

آپؒ نے فرمایا: انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے۔

۱۔ اعمال صالحہ سے کوتاہی کرنا
۲۔ ابلیس کا فرمانبردار ہونا
۳۔ موت کو قریب نہ سمجھنا
۴۔ رضائے الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضا مندی حاصل کرنا
۵۔ تقاضائے نفس پر سنت کو ترک کرنا
۶۔ اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر ان کے فضائل پر نظر نہ کرنا اور اپنی غلطی کو ان کے سر تھوپنا

پھر فرمایا: جس طرح ہر جرم کی ایک سزا ہوتی ہے، اسی طرح ذکر الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔

اچاری کریلے:

کریلے آدھا کلو، پیاز ایک کپ، تیل آدھا کپ، املی تین سے چار ٹکڑے، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک چائے کا چمچ، ایک چائے کا چمچ لال مرچ پسی ہوئی، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، دہی آدھا کپ، چینی ایک چائے کا چمچ، اچاری مصالحہ کے لیے سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، کلونجی ایک چائے کا چمچ، سوکھی میتھی آدھا چائے کا چمچ، سوکھا دھنیا دو چائے کا چمچ، سونف ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب:

اچاری مصالحہ کے لیے توے پر سفید زیرہ، کلونجی، سوکھی میتھی، سوکھا دھنیا اور سونف کو بھونیں اور باریک پیس لیں

کریلے کے لیے: کریلوں کو چھیلیں اور ان کے بیج نکال دیں اب ان پر نمک لگا کر ایک گھنٹہ کے لیے چھوڑ دیں پھر اچھی طرح دھولیں اس کے بعد کریلوں کو پانی میں املی کے ساتھ پانچ منٹ کے لیے ابالیں۔ اب تیل گرم کرکے اس میں پیاز کو لائٹ گولڈن کریں اور نکال لیں پھر اس میں ادرک، لہسن کا پیسٹ، پسی لال مرچ، ہلدی، نمک اور دہی شامل کرکے کریلے فرائی کرلیں، ساتھ ہی تلی پیاز، چینی اور بھنا پسا مصالحہ ڈال دیں اس کے بعد ڈھک کر درمیانی آنچ پر پکائیں یہاں تک کہ وہ تیار ہوجائیں۔

مونگ پھلی کے فوائد:

ا۔ مونگ پھلی غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے۔
۲۔ مونگ پھلی چکنائی سے بھرپور ہوتی ہے۔
۳۔ مونگ پھلی کینسر کے خطرات کو دور بھگاتی ہے۔
۴۔ مونگ پھلی ہڈیوں اور دانتوں کو مضبوط بناتی ہے۔
۵۔ مونگ پھلی معدے اور پھیپھڑوں کو طاقت بخشتی ہے۔

چکن میکرونی:

اجزاء:

بون لیس چکن: 1/2 کلوگرام، تیل: حسب ضرورت، ادرک (پیسٹ): 2 سے 3 کھانے کے چمچ، لہسن (پیسٹ): 2 سے 3 کھانے کے چمچ، سبز مرچیں (پیسٹ): 3 سے 4 کھانے کے چمچ، ٹماٹر (پیسٹ): 1 کلوگرام، نمک: حسب ضرورت، سرخ مرچ: ڈیڑھ چائے کا چمچ، گرم مصالحہ: ڈیڑھ چائے کا چمچ، چلی ساس: آدھا کپ، سویا ساس: 1/4 کپ، سرکہ: آدھا کپ، میکرونیز: 1 پیکٹ، مٹر: 1 کپ، گاجریں: 1 کپ، شملہ مرچ (کیوبز میں): آدھا کپ، بند گوبھی (باریک کٹی ہوئی): 1 کپ

ترکیب:

ا۔ چکن میں ادرک، لہسن، سبز مرچیں، چلی ساس، سویا ساس اور سرکہ ڈال کر ایک گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔
۲۔ ایک گھنٹے کے بعد اس چکن کو کڑاہی میں ڈال کر اس کا پانی خشک کریں جب پانی خشک ہوجائے تو آئل، نمک، سرخ مرچ اور ٹماٹر پیسٹ ڈال کر بھونیں۔
۳۔ اس کے بعد اس میں مٹر ڈالیں، جب مٹر گل جائیں تو گاجریں اور گرم مصالحہ ڈال کر چار سے پانچ منٹ کے لیے پکائیں۔ پھر شملہ مرچ اور کالی مرچ ڈال کر دو سے تین منٹ کے لیے دم دے دیں۔ دھیان رکھنا ہے کہ سبزیاں زیادہ نہ گل جائیں اور نہ ہی رنگت خراب ہو۔
۴۔ پھر اس میں ابلی ہوئی میکرونیز ڈال کر مکس کریں۔ میکرونیز ڈالنے کے بعد بند گوبھی ڈال کر دو یا تین منٹ کے لیے رکھ دیں۔
۵۔ مزیدار میکرونیز تیار ہیں۔ کیچپ یا مایونیز کے ساتھ پیش کریں۔

منہ کے چھالوں اور زبان کے دانوں کا علاج:

یہ بہت عام بیماری ہے جو معدے کی گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے مریض کو کھانے پینے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ بیماری ایک بار ہوجائے تو بار بار لوٹ آتی ہے۔ اس بیماری کے لیے انتہائی سستا اور آسان نسخہ درج ذیل ہے:

کالا نمک اور پھٹکری پیس لیں اور شیشی میں ڈال کر رکھ لیں۔ صبح اور رات کو سونے سے پہلے ٹوتھ برش کرنے کے بعد دانتوں پر لگائیں۔ ان شاء اللہ صرف ایک ہی دن میں اس موذی بیماری سے جان چھوٹ جائے گی۔ اگر کچھ کسر باقی رہے تو چند دن مزید استعمال کریں۔

☆☆☆☆☆

Is Euthanasia allowed in islam?

To kill Someone due to on demand during illness is called euthanasia

Sadia Mehmood

In general, Islam's literal meaning is "Peace" and its main purpose is to promote peace and mercy. To kill someone is not allowed in Islam but there are some exceptions such as capital punishments, which are implemented by governments or and state institutions.

But if someone is killing another person without any Islamic punishment then in return the murderer should also be killed. As it is mentioned in the Holy Quran:

"And there is a life for you in retribution (i.e., vengeance of murder), O wise people so that you may guard." (2: 179)

This verse is about a person who kills someone as an enemy. But it can also refer to other instances such as: if someone is very seriously ill and wants help from other to kill himself. Another person cannot kill in the light of this verse as then he will also be killed.

To kill someone due to own demand during illness is called euthanasia. Euthanasia comes in several forms: active and passive euthanasia, voluntary and non-voluntary euthanasia, indirect euthanasia and assisted suicide euthanasia. (BBC, 2014)

This is a form of assisted suicide euthanasia when a patient asks the doctor to help him in his death, which means it is a type of suicide because the patient wants to die himself. Whereas suicide is not permitted in Islam in any case.

The Prophet (ﷺ) said, "He who commits suicide by throttling shall keep on throttling himself in the Hell Fire (forever) and he who commits suicide by stabbing himself shall keep on stabbing himself in the Hell Fire." (Al-Bukhari)

Some questions may arise in regards to euthanasia.

What type of illnesses can cause death?

The top deadliest diseases in the world are cancer, stroke, respiratory illness, COPD, CAD, diabetes, alzheimer, TB and cirrhosis. In 2015, 56.4 million people died of these diseases and 68% from them died due to slowly progressed disease. Thus, there can be fast or slow-killing diseases which cause death. (Pietrangelo A. & Holland K., 2017).

Why does a patient want death when he knows he'll die soon?

Some reasons may be that: the disease is too painful and is difficult to cope with, the patient may not have the financial means to spend on healthcare or there may not be any carer for him. Consequently, the patient wants to experience death quickly rather than having a slow and painful death.

What are the common ways of execution euthanasia that a doctor can use if he is killing a patient?

"According to execution science the best ways to kill someone are: Hanging, Electrocution, the Gas Chamber, the Firing Squad and Lethal Injection." (Pappas S., 2010). Lethal injection is the best way for euthanasia and this was first used by Philip Nitschke who legally administrated this injection. (Moreton C., 2009)

Lethal Injection is a process of three drugs intravenously: injecting:

1. Sodium thiopental: which is a fast-acting barbiturate that depresses the activity of the central nervous system. This results the brain working it opper.
2. Pancuronium bromide: It acts as a neuromuscular blocker, preventing a nerve messenger, acetylcholine, from communicating with muscles. The result is a complete muscle paralysis.
3. Potassium chloride: This last dosage of chemical floods the heart with charged particles that interrupt its electrical signalling, stopping it from beating.

The average length of time from the first injection to death is 8.4 minutes. (Sergo P.,2007)

Euthanasia is illegal worldwide except in 6% of jurisdictions. Some of the countries in which euthanasia is decriminalized are: the Netherlands (2002), Luxembourg (2009), Canada (2016), Australia (2017), Belgium (2002) and Colombia (2015). (International Statistics, 2019)

Euthanasia is not allowed in most of the religions such as Christianity, Judaism, Buddhism and Islam. Some verses of the Holy Quran can present in this regard:

1. "And do not kill any soul whose (killing) Allah has declared unlawful unless (killing him) is just (according to the law and decree of the court). But whoever is killed unjustly, we have indeed given his heir the right (of retribution according to the legal procedure), but he too must not exceed the limits in (retributive) killing. He is indeed helped (by Allah. The responsibility of his legal support and provision of justice will be on the government.)"(17:33)
2. "On account of this, We prescribed (this commandment in the Torah sent down) to the Children of Israel that whoever killed a person (unjustly), except as a punishment for murder or for (spreading) disorder in the land, it would be as if he killed all the people (of society); and whoever (saved him from unjust murder and) made him survive, it would be as if he saved the lives of all the people (of society, i.e., he rescued the collective system of human life). And indeed, Our Messengers came to them with evident signs. Yet, even after that, the majority from amongst these people are certainly those who commit excesses in the land."(5:32)
3. "And had Allah seized people (instantly) for their injustice, He would not have left any living being (on the surface of the earth). But He grants them respite till an appointed term. When their fixed time arrives, then they can neither advance, nor hold it back for a single moment."(16:61)
4. "And no one can die without Allah's command. (His) term has been fixed in writing. And whoever desires the reward of this world, We give him of that; and whoever longs for the reward of the Hereafter, We give him of that; and soon shall We pay reward (affluently) to those who pay thanks."(3:145)

Fatwas of some Islamic Scholars are given bellow:

Saudi Arabia's grand Mufti Shaikh Abd-ul-Aziz bin Abdullah bin Baz has ruled that euthanasia or mercy killing (removing life supporting apparatus keeping alive a person inflicted with an incurable disease or under coma) is un-Islamic. The top jurisprudential authority of Saudi Arabia headed by Shaikh Bin Baz said it was against Shariah to decide the death of a person before he is actually dead. He said life of no person can be taken away for any reason.

The popular Egyptian scholar Shaikh Yusuf al-Qaradawi, recently issued a fatwa, religious ruling, equating euthanasia with murder, but allowing the withholding of treatment that is deemed useless.

Dr. Muzzami Siddiqi, former president of the Islamic society of North America, wrote recently: "If the patient is on life support, it may be permissible, with due consideration and care, to decide to switch off the life-support machine and let nature take its own time."

Ayatollah Khamanei leader of Islamic Republic of Iran, as a Shia Muslim scholar, also has issued a fatwa considering euthanasia "in all forms" forbidden (haram) Ayatollah Nuri Hamadani also regards all forms of euthanasia as haram. (Aramesh K. & Shadi H., 2007)

There are some arguments why Islam may not allow euthanasia. These arguments are mentioned below:

1. This is every Muslim's belief that Allah Almighty gives life and death to everyone. The doctor may predict death because of a patient's illness; however, this may change and they may regain their health even if they were going to die. Furthermore, no one knows what will happen in the future except Allah Almighty. In Islam this is called "Eman-bi-Llah" Faith in Allah.
2. If Allah Almighty fixed someone's time of death then they should not try to ask for it before the time, as Allah Almighty's time setting is better than a human's time setting. This is the belief of Muslims which goes in "Eman-bil-Qadr" Faith in Fate.
3. One of the wisdoms behind killing being prohibited is that, if one person kills another then the doors will open for everyone to kill. People will demand others to kill them which can create anarchism and can lead people astray.
4. If a person asks the doctor to kill them, people may not believe that the patient asked the doctor and this may become a case of murder.

In conclusion, in light of all above arguments a person is not allowed to ask the doctor to kill him because Islam spreads peace and does not lead towards the way of anarchism.☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ملک بھر میں منعقدہ سیرت النبی ﷺ کانفرنسز

چیئرمین سپریم کونسل MQI ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا ہری پور میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

محترمہ فرح ناز (مرکزی صدر MWL) کا اسلام گڑھ (کشمیر) اور پشاور میں سیرت النبی ﷺ کانفرنسز سے خطاب

محترمہ سدرہ کرامت (مرکزی ناظمہ MWL) کا دیپالپور میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

محترمہ انیلا الیاس (مرکزی ناظمہ دعوت وتربیت) کا منڈی بہاؤالدین اور کنجاہ (گجرات) میں سیرت النبی ﷺ کانفرنسز سے خطاب

محترمہ صائمہ نور (مرکزی رہنما) کا شورکوٹ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

محترمہ عائشہ شبیر (سینئر رہنما) کا سیالکوٹ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

محترمہ ادیبہ شہزادی (زونل ناظمہ جنوبی پنجاب) کا راولاکوٹ (کشمیر) میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
DEC-2019
LAHORE
Regd CPL No.45

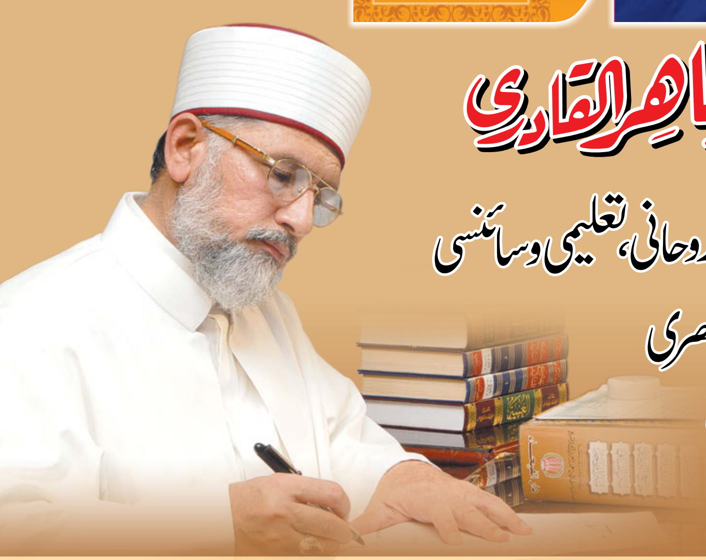

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 596 کتب